www.novelsclubb.com
معراج
از قلم ایمن فاطمہ
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

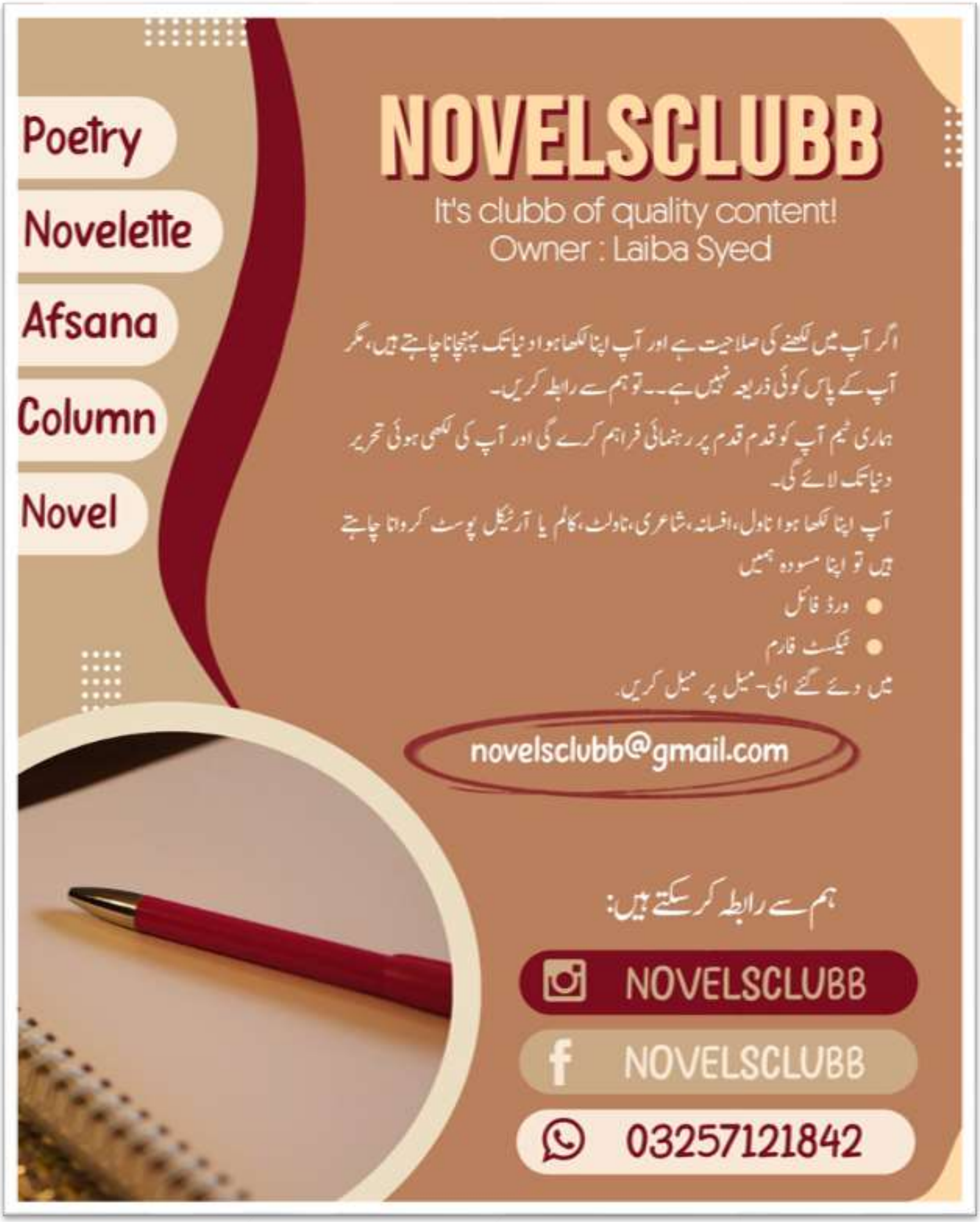
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای-میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

معراج

از قلم

ایمن فاطمہ

www.novelsclubb.com

دونوں جہان تیری محبت میں ہار کے

وہ جارہا ہے کوئی شبِ غم گزار کے

ویراں ہے میکدہ خم و ساغر اداس ہیں

تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

اک فرصتِ گناہ ملی، وہ بھی چار دن

دیکھے ہیں ہم نے حوصلے پروردگار کے

دنیا نے تیری یاد سے بیگانہ کر دیا

تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم روزگار کے

بھولے سے مسکرا تو دیے تھے وہ آج فیض

مت پوچھ ولولے دلِ ناکردہ کار کے

~ فیض احمد فیض

www.novelsclubb.com

صبح کی روشنی ہر شے کو منور کر رہی تھی۔ نیلے وسیع آسمان پر موجود سورج کبھی بادلوں کی اوٹ میں چھپتا تو کبھی منظر عام پر آجاتا۔ مارچ کے اوائل دن تھے۔ موسم خوشگوار سا تھا۔

لاہور شہر کی رونق اور رنگ اپنے عروج پر تھے۔

اسی تاریخی شہر کے ایک علاقے کی جانب آئیں جہاں ایک بلند اور شاندار عمارت اپنے جاہ و جلال کے ساتھ تن کر کھڑی تھی۔ سرمئی اور سیاہ اینٹوں سے بنی وسیع و عریض جحم پر پھیلی وہ عمارت اپنی مثال آپ تھی۔ گولڈن اور سفید امتزاج کے بڑے اور مضبوط گیٹ کے بائیں جانب دیوار پر **آغا مینشن** کی تختی لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

اسی مینشن کی ایک بالکونی کی جانب آئیں جو سرسبز و شاداب باغیچے کے عین اوپر موجود تھی۔ منڈیر پر کوئی انیس سالہ لڑکی تقریباً لٹکی ہوئی تھی۔

نارنجی رنگ کی پھول دار شلوار قمیص جس کے ساتھ گہرے سرخ رنگ کا ڈوپٹہ گردن سے ہو کر دونوں اطراف میں آگے کی طرف لٹک رہا تھا۔ بھورے گھنگریالے بال کمر کو چھوتی

چٹیا میں مقید تھے۔ شربتی رنگ کی بڑی بڑی آنکھیں جن میں شرارتی سی چمک رقص کر رہی تھی۔ کاجل کی ایک باریک سی لکیر ان آنکھوں کو جاذب نظر بنا رہی تھی۔

”تمہارے بھائی پہلے سے زیادہ ہینڈسم ہو کر واپس آئے ہیں۔“ گردن کو ہلکے سے موڑ کر پیچھے کرسی پر بیٹھے شخص کو مخاطب کیا جبکہ نظریں باغیچے میں بیٹھے نفس پر جمی تھیں۔

جدید طرز کے مہنگے کیمرے کو میز پر رکھے، ٹشو پیپر سے نزاکت اور احتیاط سے اسے صاف کرتے **وہاج آغا** کے ہاتھ اس کی بات پر تھمے۔ سیاہ آنکھیں اٹھا کر اس لڑکی کی پشت کو دیکھا۔

”اب منڈیر سے ہٹ جاؤ **ماہ جبین سلطان** ورنہ نیچے گر کر سیدھا اوپر پہنچو گی اور گرنے کے بعد اس ہینڈسم شخص کے سامنے بے عزتی الگ۔“ سر جھٹک کر کہا۔ ماتھے پر گرے سیاہ سلکی بال ذرا کی ذرا لہرائے پھر ساکت ہو گئے۔

www.novelsclubb.com

"اونہوں، تمہیں نہیں لگتا، سیاہ رنگ ان پر ضرورت سے کچھ زیادہ ہی جچتا ہے۔" اس کی بات کو کسی خاطر میں نہ لا کر وہ اپنا سوال داغ گئی۔ نظریں اس منظر سے ہٹنے سے انکاری تھی۔

"تم ایسے نہیں مانو گی۔ ابھی پھوپھو کے کانوں تک تمہارے یہ تعریفی جملے پہنچاتا ہوں۔" ہاتھ اب کہ تیزی سے حرکت کرنے لگے۔

"اماں کا ڈراوا مت دو۔ میں بھی بتادوں گی کہ پچھلے ہفتے سینیما میں علشبا کے ساتھ نہیں بلکہ تمہارے ساتھ گئی تھی۔" ہاتھ جھلا کر کہا اور ایک دھمکی سے بھی نوازا۔

وہاج دانت کچکچا کر رہ گیا۔ وہ ڈھیٹ لوگوں کے کسی گمنام قبیلے سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کی پھوپھی زاد نہ جانے کس رشتے سے بن گئی تھی۔

"اس شخص کے محض آغا مینشن آنے کی دیر ہے۔ یہ لڑکی سیر سے سوا سیر بن جاتی ہے۔" بڑبڑاہٹ عروج پر تھی مگر وہاں پرواہ کسے تھی۔

منڈیر پر لٹکی اس لاابالی سی لڑکی کے چہرے پر الواہی سی چمک تھی۔ ہونٹوں پر مستقل مسکراہٹ !

یقیناً آنے والا کوئی بہت خاص تھا۔

”کتنے دن کے لیے آئے ہو اس مرتبہ ؟“ چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے سامنے بیٹھے اپنے بیٹے کو مخاطب کیا جوان کی تمام تر توجہ بار بار اپنی جانب کھینچ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

”ممکن ہے دو ہفتے یا اس سے زیادہ بھی۔“ سنجیدہ بھاری لہجہ، مخصوص سحر انگیز آواز جو مقابل کو سننے پر آمادہ کر دے۔

”اور شادی کے بارے میں کیا سوچا ہے ؟“ ہمیشہ کی طرح کیا جانے والا سوال۔

سامنے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھے **معراج آغا** نے بے اختیار پہلو بدلا۔ یہ موضوع اور یہ جملہ اس کا ناپسندیدہ ترین جملہ تھا۔

"اب میری عمر نہیں رہی کہ میں شادی کے بارے میں سوچوں۔" باپ پر سے نظریں ہٹا کر لان میں لگے پیپل کے درخت کو دیکھا۔

اس کے جملے پر الطاف آغا نے ایک گہری نظر اس پر ڈالی۔

سیاہ تھری پیس سوٹ، سیاہ ہی چمچماتے بوٹ، سیاہ سلکی بال جو جیل سے سیٹ کر رکھے تھے ۔کالی گہری اور ذہانت سے لبریز غلافی آنکھیں۔ تیکھے نین نقوش اور گندمی مگر چمکتی رنگت، وہ اپنی شخصیت کی بدولت کسی کو بھی احساس کمتری میں مبتلا کر سکتا تھا۔

"چالیس کے قریب ہو چکے ہو مگر یقین جانو وہاج سے ایک دو سال ہی بڑے لگتے ہو۔" مسکراتی آواز میں اسے مخاطب کیا۔

معراج کے چہرے پر پہلی مرتبہ مسکان نمودار ہوئی۔سیاہ آنکھیں مسکرانے پر ہجم سے کچھ چھوٹی ہوئیں۔مسکان کی وجہ اپنی تعریف نہیں بلکہ جملے میں استعمال کیا جانے والا نام تھا۔

وہاج آغا،اس کا سوتیلا بھائی مگر سگے بھائیوں سے کہیں زیادہ عزیز!

''کہاں ہیں وہ سب ؟'' مسکراہٹ برقرار تھی۔

''اندر ہیں۔مل لو۔''اس کے بات بدلنے پر وہ خفگی سے گھور کر رہ گ ئے۔

معراج نے سر ہلایا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔دراز قامت اور مضبوط جسم اب واضح تھا۔ پر وقار چال چلتا،کوٹ کے اگلے دو بٹن بند کرتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

وکالت اس کا پیشہ تھا اور اپنے انداز واطوار سے وہ ایک قابل اور ہنر مند وکیل کے عہدے پر پورے حق سے براجمان تھا۔

پیچھے بیٹھے الطاف خان کہیں ہی دیر گول میز پر پڑے اس کے سیاہ بیگ کو گھورتے رہے۔

الطاف گوہر آغا، جو گوہر آغا اور ان کی زوجہ شمائلہ بیگم کے اکلوتے بیٹے تھے۔ایک بیٹی رابعہ گوہر آغا تھی۔الطاف آغا کی شادی اپنی پھوپھی زاد نرمین سے ہوئی تھی جس میں دونوں گھرانوں کی باہمی رضا شامل تھی۔شادی کے کتنے ہی عرصے بعد تک وہ دونوں اولاد سے محروم رہے تھے۔

دوسری جانب الطاف آغا کے کراچی میں مقیم ایک دوست نے اپنی زندگی کی آخری سانسیں لیتے ہوئے اپنی بے سہارا بہن، نیلم کو ان کے حوالے کر دیا۔ مجبوراً الطاف کو اس سے شادی کرنا پڑی جو کہ گھر والوں سے کئی سال مخفی رہی۔

نیلم الطاف آغا ایک مہلک بیماری سے لڑتے لڑتے جہان فانی سے کوچ کر گئیں۔تب ان کا بیٹا معراج الطاف آغا بیس سال کا تھا۔وہ اسے اپنے ساتھ لاہور آغا مینشن لے آئے مگر وہاں کے مکینوں پر یہ خبر قیامت بن کر ٹوٹی تھی۔ان کی پہلی بیگم نرمین اس اچانک وارد ہو جانے والی خبر کا صدمہ برداشت نہ کر پائیں اور دنیا سے رخصت ہو گئیں۔اس وقت وہاج محض آٹھ سال کا جبکہ چھوٹی بیٹی سنبل چار سال کی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

معراج کو اندر بڑھتا دیکھ وہ منڈیر سے ہٹتی فوراً اندر کی جانب بھاگی۔ وہاج نے آواز دے کر اسے روکنا چاہا مگر وہ کہاں سننے والی تھی۔

راہداری میں بھاگتی ہوئی وہ تیز رفتاری سے زینے اترنے لگی جب آخری سیڑھی پر قدم رکھتے ہی وہ سامنے سے آتے وجود سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔ تصادم ہوتا تو شاید دونوں گر جاتے مگر وہ تو پھر بھی گھائل ہو چکی تھی۔ معراج آغا اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ اس کے سامنے کھڑا بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ماہ جبین سلطان؟" تصدیق ضروری تھی کیونکہ وہ تین سال بعد واپس لوٹا تھا۔ سامنے کھڑی لڑکی اب بڑی ہو گئی تھی اور خوبصورت بھی!

ماہ جبین نے کسی سحر میں جکڑے اس کے عنابی ہونٹوں کی جنبش دیکھی جس نے بڑی اپنائیت سے اس کا نام ادا کیا تھا۔ سرمئی آنکھیں اس کی سیاہ آنکھوں تک کا سفر طے کر گئیں۔

معراج اس کی محویت پر ہولے سے مسکرایا۔ سیاہ غلافی آنکھوں کا ارتکاز گہرا ہوا۔

''تم بالکل نہیں بدلی ماہ۔'' ہاتھ بڑھا کر دھیرے سے اس کے بالوں سے ڈھکے سر کو چھوا اور ساتھ سے گزرتا اوپر کی جانب بڑھ گیا۔ گزرتے ہوئے ایک گہری مگر مختصر نظر اس کے چہرے پر ضرور ڈالی۔

فضا میں مہنگے کلون کی خوشبو ٹھہر گئی۔ وہ بنا پلکیں جھپکائے ساکت و جامد آخری سیڑھی پر کھڑی رہی۔ رگ و جاں پر ایک عجیب سا احساس سرائیت کرنے لگا۔

اس شخص کو قریب سے دیکھنے کی غلطی نہیں کرنی چاہیے تھی مگر وہ یہ غلطی کر چکی تھی۔

''تم کیوں بت بنی یہاں کھڑی ہو؟'' ماں کی تیز آواز پر وہ ان دیکھے سحر سے باہر نکلی۔ رابعہ بیگم کچن کے دروازے میں کھڑیں اسے گھور رہی تھیں۔

سر جھٹکتی وہ ان کی جانب بڑھ گئی۔

"اماں، کبھی پیار سے بھی مخاطب کیا کریں نا۔ جیسے ارے میری پیاری ماہ، میری جان کا ٹوٹا ، میرے جگر کا ٹکڑا، میری سانسوں کا جواز، میری آنکھوں کی ٹھنڈک۔۔۔" ان کے پاس آتی وہ زبان کے جوہر دکھانے لگی جب رابعہ بیگم کی جانب سے بازو پر پڑنے والے تھپڑ نے اس کی قوت گویائی لمحوں میں سلب کر لی۔

"مدد کرواؤ میری۔ زبان کی طرح ہاتھ بھی چلانے آتے تو ضرور پیار سے مخاطب کر لیتی۔" ماں کی تنگڑی گھوری اور اس کی زد میں آتی ماہ جبین۔ یہ روز کا معمول تھا اور ان سب سے لطف اندوز ہونے والا وہاج آغا تھا۔

بالکونی میں داخل ہوتے ہی نظر سنبل پر پڑی جو بھائی کے سر پر کھڑی منہ بسور کر کچھ کہ رہی تھی۔ معراج کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"سنبل؟" دھیرے سے پکارا۔

سولہ سالہ سنبل نے چونک کر آواز کی سمت دیکھا۔ چونکا تو کرسی پر بیٹھا وہاج بھی تھا مگر وہ نظرانداز کر گیا۔

"بھائی، آپ کب آئے؟" بھاگ کر اس کے گلے لگتی وہ چہک کر بولی۔

www.novelsclubb.com

"جب تم میرے دوسرے بھائی سے شکایت کر رہی تھی۔" اس کی پیشانی چومتے نظر اٹھا کر وہاج کی پشت کو دیکھا جو گونگا، بہرا بنا بیٹھا تھا۔

"وہاج بھائی، دیکھیں نا کون آیا ہے۔" سنبل خجل سی ہوتی اسے مخاطب کر گئی جو معراج کو بری طرح نظرانداز کر گیا تھا۔

"میں مصروف ہوں۔" سنجیدہ اور اکھڑا سا لہجہ۔

پیچھے کھڑے معراج نے ایک گہری سانس بھری اور سنبل کے سر پر ہاتھ رکھتا اس کی جانب قدم بڑھا گیا۔

سامنے پڑی کرسی کھینچی اور آہستہ سے اس پر بیٹھا۔اب نظریں مقابل بیٹھے شخص کا جائزہ لے رہی تھیں۔

جینز پر سفید رنگ کی ٹی شرٹ،اوپر آسمانی رنگ کی ڈریس شرٹ جس کے کف کہنیوں تک موڑ رکھے تھے۔بائیں کلائی میں چند بینڈز تھے۔سر جھکائے وہ کیمرے کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔

''کیسے ہو؟'' جائزے کے بعد اسے مخاطب کیا جو چہرے اور حلیے سے کوئی معصوم سا ٹین ایجر لگ رہا تھا۔ دونوں کی گہری سیاہ آنکھیں ایک دوسرے سے بے حد مشابہت رکھتی تھیں۔

''ٹھیک ہوں۔'' وہی بے رخی، وہی بے زار لہجہ۔

معراج نے اس کے ہاتھوں کی حرکت دیکھتے سر ہلایا۔

''میں نے تمہیں بہت یاد کیا۔'' اگلا جملہ جس میں چاہت تھی، محبت تھی مگر مقابل کا دل اس کی جانب ہمکنے سے قاصر تھا۔

''ہمارے درمیان ایسے کونسے خوشگوار تعلقات رہ چکے ہیں جو آپ مجھ سے بچھڑنے پر مجھے یاد کرنے لگے۔'' استہزایہ انداز میں کہتا وہ مقابل کو تکلیف پہنچا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

”دل میں بسے رشتے کسی لفظ، جملے یا وقت گزاری کے محتاج نہیں ہوتے۔ یہ ہمیشہ دل میں قیام کرتے ہیں اور کبھی دل سے رخصت نہیں ہوتے۔“ دھیما، ٹھہرا ہوا لہجہ۔ خوبصورت اور دل میں اترنے والی آواز۔

اب کی بار وہاج نے سر اٹھایا اور اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھا جہاں نرمی تھی۔ ایسی نرمی جو پوری کائنات میں صرف اس ایک شخص سے بات کرتے ہوئے قائم رہتی تھی ورنہ بیرسٹر معراج آغا کے تیکھے اور رعب دار انداز سے ایک جہان آشنا تھا۔

”جو جیسے چل رہا ہے اسے چلنے دیں۔ زبردستی دوسروں کے سروں پر مسلط کیے جانے والے رشتے بہت کمزور ہوتے ہیں۔“ وہاج کی سیاہ آنکھوں میں نرمی کا شائبہ تک نہ تھا۔

معراج نے ایک بوجھل سانس خارج کی۔ اس کے الفاظ گھٹن کا احساس بڑھا رہے تھے۔

چند لمحے اسے دیکھتا رہا، پھر کرسی سے اٹھتا تھکے قدموں سے اندر کی جانب بڑھ گیا۔

پیچھے بیٹھے نوجوان لڑکے کی آنکھوں میں آنسو چمکے تھے۔ کسی اپنے کو یاد کر کے دل میں درد کی ایک لہر دوڑ گئی تھی۔

آغا مینشن آتے ہی معراج خوش تھا۔ اسے ایک پیارا سا بھائی اور ایک چھوٹی سی بہن مل گئی تھی مگر وقت اس کے لیے برا ثابت ہوا۔ نرمین بیگم کے جاتے ہی ہر شخص نے قصوروار اس بیس سال کے نوجوان لڑکے کو ٹھہرایا۔ اس کے نام کے ساتھ منحوس کا لیبل چپکا دیا۔

ایسے ماحول اور ایسی باتوں کا سب سے زیادہ اثر وہاج نے لیا تھا۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کے معصوم دل میں معراج کے لیے نفرت اور کدورت بڑھنے لگی تھی۔ معراج اس کے قریب ہونے کی کوشش کرتا تو بری طرح دھتکار دیا جاتا۔ یہ نفرت آج بھی زندہ تھی۔ آج بھی اس شخص کا چہرہ دیکھ کر اپنی ماں کے چلے جانے کا غم زندہ ہو جاتا تھا۔

اسے لگتا تھا اگر معراج ان کی زندگیوں میں نہ آتا تو اس کی ماں آج اس کے ساتھ ہوتی۔

مینشن کے لاؤنج میں بھرپور رونق تھی۔

صوفے پر الطاف صاحب اور ان کے دائیں جانب معراج بیٹھا تھا۔سیاہ کوٹ اتارے اب وہ محض سفید ڈریس شرٹ میں ملبوس تھا جس کے کف کہنیوں تک موڑ رکھے تھے۔قریب پڑے صوفے پر رابعہ بیگم بیٹھی تھیں۔

معراج سے کچھ فطری سی خار انہیں بھی تھی مگر وہ الطاف کی خاطر چپ کا روزہ رکھے ہوئے تھیں۔

"یہ آپ میرے لیے لائے ہیں۔"سنبل کی چہکتی آواز ہر طرف گونج رہی تھی۔ہاتھوں میں آئی پیڈ تھام رکھا تھا جسے وہ مختلف زاویوں سے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

معراج نے اس کے چہرے پر رونق دیکھتے آہستہ سے سر کو جنبش دی۔

سامنے لگے صوفے پر وہاج اور ماہ جبین براجمان تھے۔ایک دنیا جہان سے بے زار تو دوسرا دنیا جہان کے رنگ چہرے پر سمیٹے ہوئے تھا۔

"یہ کیمرہ وہاج کے لیے۔" بیگ سے ایک نفیس اور جدید طرز کا کیمرہ باہر نکال کر میز پر رکھا اور بھائی کو مخاطب کیا۔

وہاج نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔دوسری نظر کیمرے پر ڈالی اور نظریں پھیر گیا۔

"اس کا بھی کیمرے کا شوق کبھی پورا نہیں ہوتا۔پڑھائی زیادہ ضروری ہے برخوردار۔یہ شوق بعد میں پورے کر لینا۔" الطاف صاحب نے اچانک فضا میں پھیل جانے والی گھٹن کو کم کرنا چاہا۔

ماہ جبین نے لب بھینچ کر اسے ٹھوکا دیا مگر وہ نظرانداز کر گیا۔معراج کی نظریں کیمرے پر مرکوز رہیں۔اتنی محبت سے خریدا تھا اس نے!

گردن موڑ کر رابعہ بیگم کی جانب سوٹ بڑھایا جسے انہوں نے شکریہ کہ کر پکڑ لیا۔

نظروں کا گہرا ارتکاز محسوس کرتے بے اختیار ہی نظر سامنے اٹھی جہاں وہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے، کہنی صوفے کے بازو پر رکھے، ہاتھ گال کے نیچے ٹکائے محویت سے اسے دیکھ رہی تھی

۔

اس کے دیکھنے پر بوکھلا کر سیدھی ہوئی اور اپنے کھسے میں مقید پاؤں کو دیکھنے لگی۔

"یہ ماہ جبین کے لیے۔" سر جھٹک کر بیگ سے ورساچی کا پرفیوم نکالا اور میز پر رکھ دیا۔

ایک نظر ماہ جبین کو دیکھا اور نظریں جھکا گیا۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہوتا جو پاس آنے کا اشارہ کر دیتے۔" وہ بے ساختہ بڑبڑاتی اپنی جگہ سے اٹھی۔

ساتھ بیٹھے وہاج نے چونک کر اس کی بڑبڑاہٹ سنی۔ تشویش سے اس کی پشت کو دیکھا۔

اس کی عادت تھی، پسندیدہ چیزوں کو سراہنے کی، بار بار سراہنے کی مگر اب کچھ معمول سے زیادہ محسوس ہونے لگا تھا۔

وہ واپس آکر بیٹھی اور مسکراتے ہوئے پرفیوم کا جائزہ لینے لگی۔ وہاج نے گردن موڑ کر بڑے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔ دل کسی عجیب سے خدشے کے تحت دھڑکا۔ نگاہیں موڑ کر الطاف آغا سے بات کرتے معراج کو دیکھا اور بے ساختہ اپنے خیال کی نفی کی۔

"وہ عمر میں اس سے بہت بڑے ہیں۔" دل کو ایک جواز پیش کیا گیا۔

"شرافت سے کیمرہ اٹھا کر اپنے پاس رکھ لو ورنہ میں لے لوں گی۔" ماہ جبین نے میز پر پڑے کیمرے کو دوبارہ دیکھتے اس کی جانب جھکتے ہوئے دھمکی دی۔

"تم اپنے کام سے کام نہیں رکھ سکتی۔" خفگی سے اس کی ناک میں چمکتے موتی کو دیکھا۔

"اور تم اخلاقیات کا مظاہرہ نہیں کر سکتے۔ یہ تربیت کی ہے میں نے تمہاری۔" سرمئی آنکھوں میں خفگی قابل دید تھی۔

وہاج نے ایک نظر کاجل سے لبریزان آنکھوں میں دیکھا اور دوسرے لمحے صوفے سے اٹھتا وہ کیمرہ تھام گیا۔ انداز میں لاپرواہی سی تھی۔

معراج نے حیرت سے اسے دیکھا پھر زیر لب مسکرایا۔ ایک دم سب اچھا لگنے لگا۔

"بھائی کتنے پیارے ہوگئے ہیں نا پھوپھو۔" سیب دانتوں سے کترتی سنبل نے دلچسپی سے کہا۔

سبزیاں کاٹتی ماہ جبین کے ہاتھ یک دم تھمے۔ لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔ اس کا پسندیدہ موضوع شروع ہونے والا تھا۔

"ہاں تو شروع سے ہی پیارااور وجیہ ہے وہ۔نئ بات کیا ہے۔"رابعہ بیگم نے مصروف سے انداز میں جواب دیا۔

"بابا کہتے ہیں انہیں شادی کر لینی چاہیے۔مگر وہ نہیں مانتے۔"سنبل نے بات آگے بڑھائی۔

"پہلی شادی کامیاب نہیں ہوئی تو کوئی وجہ تو ہو گی۔دوسری شادی کا رسک کیوں لینا۔کیا معلوم وہ بھی کامیاب نہ ہو۔"پھوپھو کے لہجے میں ان دیکھی سی کاٹ تھی۔

"ایسے تو نہ کہیں پھوپھو۔"سنبل نے ناراضگی سے انہیں دیکھا جبکہ شیلف کے پاس کھڑی ماہ کی گرفت ہاتھ میں پکڑی چھری پر مضبوط ہونے لگی۔

"سچ ہی کہہ رہی ہوں۔ کردار میں کوئی کھوٹ ہوگا تب ہی پہلی بیوی چھوڑ کر چلی گئ۔"

اب کے ہاتھ جھلا کر لاپرواہی سے کہا۔

ماہ نے گردن موڑ کر شکوہ کناں نظروں سے انہیں دیکھا۔ سنبل کے سامنے ایسی باتیں کرنے کی کیا تک تھی۔

"وہ بہترین ہیں اور بہترین ہی ڈیزرو کرتے ہیں۔ وہ عورت ہی ان کے قابل نہیں ہوگی اس لیے قسمت نے انہیں کسی بڑے نقصان سے بچا لیا۔" لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ رابعہ اور سنبل ایک ساتھ چونکے۔

ان کی حیرت بھری نظریں محسوس کرتی وہ سٹپٹا کر رخ موڑ گئ اور تیزی سے سبزیاں کاٹے لگی۔

''اس لڑکی کی زبان اور غیر متوقع باتیں۔اسے چھوڑو اور وہاج کو بلا کر لاؤ۔ صبح سے کچھ نہیں کھایا اس نے۔نہ جانے کہاں مصروف ہے۔'' رابعہ بیگم نے چھری اس کے ہاتھ سے لیتے اسے لتاڑا۔

ماہ جبین نے منہ کے زاویے بگاڑے اور تن فن کرتی کچن سے نکل گئ۔

رابعہ سلطان جن کے شوہر ماہ جبین کی پیدائش کے چند سالوں بعد ہی انہیں چھوڑ کر چلے گ ئے۔عدت کے ایام پورے کرنے کے بعد الطاف کے بے حد اصرار پر وہ آغا مینشن منتقل ہو گئ تھیں جس پر ان کے سسرال والوں کو کسی قسم کا اعتراض نہ تھا۔

ماہ جبین باپ کی موت کے بعد سے کچھ گم سم سی رہتی تھی۔یہاں وہاج اور سنبل کی موجودگی سے اس کے غم بھر گ ئے تھے اور وہ زندگی کی جانب واپس لوٹ آئ تھی۔ معراج اس سے کچھ اعتراض سا برتتا تھا۔وجہ رابعہ بیگم اور وہاج کی گھوریاں تھیں جو اسے غیر آرام دہ کر دیتی تھیں۔

مگر ماہ جبین کو معراج آغا اپنی سنجیدہ طبیعت اور سحر انگیز شخصیت کی بدولت ہمیشہ سے پسند تھا۔

اُدھر ایک حرف کہ کشتنی، یہاں لاکھ عذر تھا گفتنی

جو کہا تو سن کے اڑا دیا، جو لکھا تو پڑھ کے مٹا دیا

راہداری میں سے گزرتے ہوئے اس کی نظر نیم وا دروازے پر پڑی۔

نہ کوئی مقصد تھا اور نہ ہی کرنے کے لیے کوئی بات مگر پھر بھی وہ خود کو قدم اس جانب بڑھانے سے روک نہ پائی۔ دروازے کے عین سامنے آتے گہری سانس اندر کھینچی اور ہاتھ کی دو انگلیوں کا استعمال کرتے دستک دی۔

”آ جاؤ۔“ بھاری مگر ٹھہری ہوئی آواز کانوں سے ٹکرائی۔اس کی دھڑکن بے اختیار تیز ہوئی۔خشک لبوں پر زبان پھیرتی وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔

نظر سامنے اٹھی جہاں وہ بیڈ کے ایک کنارے پر بیٹھا پاؤں کو جوتوں سے آزاد کر رہا تھا۔

ایک ہاتھ فون کان کو لگائے ہوئے تھا جبکہ دوسرا جوتوں کی جانب تھا۔جھکے سر کے ساتھ ہی نظر اٹھا کر آنے والے کو دیکھا اور ایک لمحے کے لیے بری طرح چونکا۔

وہ سنگھار میز کے پاس کھڑی ہاتھوں کی انگلیاں باہم پھنسائے کچھ نروس سی معلوم ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

”میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں ڈی.جی صاحب۔“ سنجیدگی سے کہتے فون بند کر کے بیڈ پر اچھال دیا جبکہ سیاہ آنکھیں ابھی بھی اسی پر مرکوز تھیں۔

”خیریت؟“ وہ کچھ نہ بولی تو معراج اسے مخاطب کر گیا۔

”جی، پھوپھو کھانے پر بلا رہی ہیں نیچے۔“ گھنگریالے بالوں کی ایک لٹ کان کے پیچھے اڑسی جو لمبی چوٹی سے باہر تھی۔

معراج نے نظریں ہٹائیں اور جوتے ایک طرف کرتا کھڑا ہو گیا۔

”آتا ہوں۔“ سر ہلا کر کہا اور ایک کونے پر پڑے اپنے بیگ کی جانب بڑھ گیا۔

ماہ جبین کی نگاہیں اس سے ہٹنے سے انکاری ہو رہی تھیں۔ کمرے میں بے شمار چیزیں تھیں جو قابل توجہ تھیں، جو نگاہیں کھینچ سکتی تھیں مگر اس کے لیے ہر منظر بے رنگ سا تھا اور اگر دل کو خیرہ کرنے والا کوئی رنگ تھا تو وہ سامنے کھڑے اس مرد سے وابستہ تھا۔

”کچھ کہنا ہے ماہ؟“ اس کی موجودگی ہنوز محسوس کرتے وہ بنا مڑے سوال کر گیا۔

ماہ جبین یک دم چونکی۔

"مجھے کتابیں زیادہ پسند ہیں۔آپ کو کئی مرتبہ بتایا ہے۔پھر یہ پرفیوم کیوں؟" سوال غیر متوقع تھا دونوں کے لیے۔

معراج کے بیگ میں حرکت کرتے ہاتھ ایک لمحے کے لیے رکے۔چہرے پر بڑی جاندار مسکراہٹ آئی جسے ماہ جبین نہ دیکھ سکی۔

"کتابوں کی دنیا میں گم ہو کر تم تحفہ دینے والے کو بھول جاؤ گی۔اس لیے یہ خوشبو دی ہے تاکہ تم دینے والے کو آس پاس محسوس کر سکو۔" کہتے ہی ہلکا سا رخ اس کی جانب موڑا۔فاصلے پر کھڑی اس لڑکی کی آنکھوں میں دیکھتا ذرا سا مسکرایا اور رخ واپس موڑ گیا۔

www.novelsclubb.com

ماہ جبین کسی مجسمے کی مانند ساکت ہوئی۔لب ہلنے سے انکاری ہونے لگے۔اس جواب کی وہ تاعمر توقع نہیں کر سکتی تھی۔

وہ کیا معنی اخذ کرتی، وہ قیاس آرائیوں کی کونسی حدود کو چھوتی، سامنے کھڑا وہ چھتیس سالہ مرد اپنے ایک جملے سے، ایک نظر سے، ایک مسکراہٹ سے اس کے چھوٹے سے دل کی دنیا تہ و بالا کر گیا تھا۔

"اور کوئی سوال؟" پیچھے مڑتا وہ قدم قدم چلتا اس کے سامنے آیا اور سینے پر ہاتھ باندھ کر پوچھا۔

ماہ جبین نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور اگلے ہی لمحے نظریں جھکا گئی۔ وہ اس کی گہری سیاہ آنکھوں میں اس سے زیادہ دیر نہیں دیکھ سکی تھی۔

تیزی سے نفی میں سر ہلایا اور ایک دم سے مڑتی تقریباً بھاگتی ہوئی کمرے سے نکلی۔

پیچھے کھڑے معراج کے چہرے پر تاثرات لمحے کے ہزارویں حصے میں بدل چکے تھے۔

www.novelsclubb.com

وہاج کے کمرے کے باہر آتے اس کے قدموں کو بریک لگی۔دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر سانس بحال کی۔

چہرے پر ابھرنے والی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔

دل میں موجود جزبے کی پزیرائی ہو تو انسان کے قدم زمین سے کئی فٹ اوپر اٹھ جاتے ہیں۔ہر طرف بہاریں دکھنے لگتی ہیں۔سب سے بدصورت منظر بھی ایک دم حسین ترین لگنے لگتا ہے۔ماہ جبین سلطان کا حال بھی اس لمحے کچھ ایسا ہی تھا۔

وہ کسی نئی منزل کے سفر پر نکل چکی تھی۔

تب ہی اچانک دروازہ کھلا اور اندر سے برآمد ہونے والے شخص نے حیرت سے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا۔

"کہیں جن تو عاشق نہیں ہو گئے تم پر یا۔۔۔" سر باہر نکال کر راہداری میں دائیں بائیں دیکھا"تم کسی جن پر عاشق ہو چکی ہو۔" نظریں واپس اس پر ڈالتے مسکراہٹ دبائی۔

ماہ جبین نے ایک خفا نظر اس پر ڈالی اور کندھے سے پیچھے کرتی کمرے میں داخل ہوئی۔

''یہ دنیا ایک دم سے حسین لگنے لگی ہے۔''لہک کر کہتی وہ دھڑام سے بیڈ پر بیٹھی۔

''پھوپھو نے غلطی سے تمہاری تعریف کر دی ہے یا بابا نے کوئی لائبریری تمہارے نام لکھ وادی ہے یا سنبل نے اس مہینے کی جیب خرچ تمہارے حوالے کر دی ہے۔''اس کی پسند کے مطابق اندازے لگاتا وہ اس کے ساتھ بیٹھا۔

''ایک شخص کا نام تم لینا بھول چکے ہو۔''ماہ جبین نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔
وہاج کی سیاہ آنکھیں اس کی سرمئی آنکھوں سے ٹکرائیں تو مبہوت سا ہوا۔وہ چمک دید کے قابل تھی۔

''کون؟''ٹرانس کی سی کیفیت میں سوال کیا۔

"معراج آغا۔" ہونٹوں سے ادا ہونے والے نام سے زیادہ قابل توجہ اس کا انداز تھا۔

وہاج کا سکتہ یک دم ٹوٹا۔ لب بھینچ گئے۔ آنکھوں میں نرمی کی بجائے اب خفگی تیرنے لگی۔

"بہت بڑے ہیں تم سے لہذا بھائی کہا کرو۔" آواز میں رعب سا عود آیا۔

"تمہیں بھائی نہیں کہتی تو انہیں کیوں کہوں؟" دوبدو جواب آیا۔

"کیونکہ ہم دوست ہیں جبکہ وہ تمہارے صرف کزن ہیں۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔"

اس کی ناک میں چمکتے موتی کو دیکھتے ہوئے باور کرایا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں تو ویسے ہی اپنے بھائی سے خداواسطے کا بیر ہے۔ ورنہ ان کی شخصیت ایسی کہاں ہے کہ ان سے باآسانی دامن تہی کی جاسکے۔" سر جھٹک کر کہا اور ارد گرد دیکھنے لگی۔

وہاج آغا کا پور پور اس بات پر شعلوں کی لپیٹ میں آنے لگا۔

ماہ کی پسندیدگی اور شوخ طبیعت سے وہ واقف تھا مگر اس مرتبہ تو پانی سر کے اوپر سے گزرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ یہ دلچسپی اور شوخ پن غیر معمولی تھا۔

ایک گہرا سانس بھر کر ہر خیال کی نفی کی اور نگاہیں پھیر گیا۔

"مجھے ہماری دوستی خطرے میں لگ رہی ہے ماہ جبین۔" آواز مدھم تھی۔

ماہ جبین نے چونک کر اسے دیکھا جو سنجیدہ ہو چکا تھا۔

"وہاج آغا اور ماہ جبین سلطان کی دوستی تا عمر قائم رہے گی۔" نا سمجھی بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے اسے تسلی دی۔

www.novelsclubb.com

بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے اس کی بھی بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں موجود چاندی کی باریک سی انگوٹھی کو چھوا۔ان دونوں نے بچپن کے کسی زمانے میں یہ باریک سی چاندی کی انگوٹھیاں خرید کر ایک ساتھ پہنی تھیں۔ان کے نزدیک یہ ان کی دوستی کی نشانی تھی جسے وہ کبھی بھی نہ اتارنے والے تھے۔

وہاج نے چونک کر اسے دیکھا۔وہ نرم مسکراہٹ کے ساتھ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔جواباً وہ بھی مسکرایا۔

"اب اٹھو۔اس سے زیادہ جزباتی پن کا اظہار میں نہیں کر سکتی۔"ایک دم سے اٹھتی وہ اپنی اصلی جون میں واپس آئی۔

وہاج نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور نفی میں سر ہلایا۔اس کے برابر آتے کندھا اس کے کندھے سے ٹکرایا اور ہونٹوں کو گول کرتا، جیبوں میں ہاتھ ٹھونستا باہر نکل گیا۔

ماہ نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔

"پل میں تولا پل میں ماشا۔ ہنہ" سر جھٹکتی وہ بھی اس کے پیچھے بڑھ گئ۔

بہاروں کی ایک خوبصورت اور پر سکون دوپہر تھی۔

آغا مینشن کے وسیع اور سرسبز باغیچے میں بچوں کی رونق تھی۔ ٹھنڈی اور تیز چلتی ہوا موسم کو خوشگوار بنا رہی تھی۔ درختوں کے پتے ہوا کے جوبن پر ہل رہے تھے۔ بچوں کے معصوم قہقہے اور لڑنے کی آوازیں ہر طرف گونج رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

ایک طرف پیپل کا قد آور درخت تھا جس کی چھاؤں میں ایک لکڑی کا بینچ پڑا تھا۔ اس بینچ کے اوپر کوئی بیس سالہ لڑکا سمٹا سا بیٹھا تھا۔ نظریں سامنے کھیلتے بچوں پر تھی۔ سیاہ رنگ کی ٹی شرٹ، نیلی جینز اور سر پر کیپ پہن رکھی تھی جس سے سیاہ گھنے بال جھانک رہے تھے۔ سیاہ

گہری آنکھوں میں سنجیدگی ہلکورے لے رہی تھی۔لب ایک دوسرے میں سختی سے پیوست تھے۔

”اس کی اور اس کی ماں کی وجہ سے نزمین ہمیں چھوڑ کر چلی گئ۔اسے اس گھر میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔کراچی سے آیا ہے تو کراچی ہی واپس بھیجیں۔“کاٹ دار، نفرت میں ڈوبا لہجہ۔

”میرا بیٹا میرے ساتھ رہے گا۔کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔“ باپ کی حمایت اور محبت بھرا لہجہ۔

”میں قانون پڑھنا چاہتا ہوں۔لاہور میں نہیں بلکہ کراچی میں۔“اس نے یہ فیصلہ کیوں کیا تھا۔وہ گھر کی عیش و عشرت چھوڑ کر کیوں جانا چاہتا تھا اس کی وجہ ذہنی سکون کا حصول تھا جو اسے وہاں نصیب ہونے سے قاصر تھا۔

سامنے ٹولی کی صورت بیٹھے بچوں کا ہنگامہ عروج پر تھا۔اسی ٹولی میں ایک چھ سالہ بچی جو چھوٹی سی گلابی رنگ کی فراک میں ملبوس تھی۔ہاتھ میں چھوٹی سی گڑیا تھام رکھی تھی۔گول مٹول سرمئی آنکھیں بینچ پر بیٹھے اس لڑکے پر مرکوز تھیں۔تاثرات کسی گہری سوچ کی عکاسی کر رہے تھے۔

"اب تمہاری باری ہے ماہ۔" آٹھ سالہ وہاج نے اسے مخاطب کیا مگر اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے ہی اس کی چھوٹی سی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"ماہ آپی، باری کریں نا۔" سنبل نے اس کا کندھا ہلایا۔

وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔

"وہ وہاں اکیلے بیٹھے ہیں۔آؤ انہیں بھی بلا لیں۔" انگلی سے بینچ کی جانب اشارہ کیا جہاں بیٹھا شخص اب سر کو جھکائے اپنے جوتوں کو گھور رہا تھا۔

''وہ ہم سے بہت بڑے ہیں۔انہیں ہمارے گیم میں مزہ نہیں آئے گا۔تم اپنی باری کرو۔

''وہاج نے ناک چڑھا کر کہا اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔

ماہ منہ بسور کر وہیں ٹک گئی۔کچھ دیر تک ان کے ساتھ کھیلتی رہی۔وہاج اندر سے کسی کی پکار پر وہاں سے اٹھا تو ماہ نظر بچاتی، محتاط انداز میں قدم قدم چلتی اس کے بینچ تک آئی۔کچھ دیر گڑیا ہاتھ میں تھامے سر سے پیر تک اس کا جائزہ لیتی رہی پھر بینچ پر بمشکل بیٹھتی گردن موڑ کر اسے دیکھنے لگی۔چہرہ سنجیدہ تھا۔

معراج نے بھی رخ موڑ کر اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

''تمہیں وہ والی گیم کھیلنی آتی ہے؟''دوانچ کی انگلی سے دور گھاس پر پڑی کارڈ گیم کی جانب اشارہ کیا۔معراج نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا اور دھیما سا مسکرایا۔

"نہیں۔" چہرے پر معصومیت طاری کرتے نفی میں سر ہلایا۔ ماہ ہونٹوں کو "اوہ" کی صورت گول کر گئی۔ شدید افسوس کا اظہار کیا گیا۔

"مجھے آتی ہے۔ میں تمہیں سکھا دوں گی۔ آؤ میرے ساتھ۔" کہتے ہی اپنا ننھا ہاتھ اس کی جانب بڑھایا۔

معراج نے ایک نظر اس کے گھنگریالے بالوں کی دو پانیوں کو دیکھا، دوسری نظر اپنی طرف بڑھے ہاتھ پر ڈالی۔

مسکرا کر اس کا ہاتھ تھاما اور دھیرے سے چوما۔

www.novelsclubb.com

"ماہ جبین بہت اچھی ہے۔" سر کو خم دیتے جھک کر اس کی سرمئی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

اور ماہ جبین کو پہلی مرتبہ وہ اجنبی سالڑکا اچھا لگا تھا۔ وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

”ماہ، ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔“ وہاج جو نہ جانے کب وہاں آیا تھا، ماہ کو اس کے ساتھ دیکھ کر تن فن کرتا ہوا ان تک آیا۔ چہرے پر اضطراب کی پرچھائی تھی۔

”یہ بھی ہمارے ساتھ کھیلیں۔۔۔“ ماہ نے کہنا چاہا مگر وہ اس کی بات سنے بغیر اس کا ہاتھ معراج کے ہاتھ سے نکالتا اسے بینچ سے کھڑا کر گیا۔

”چلو۔“ اسے اپنے سے ایک قدم آگے چلنے کو کہا۔

معراج خاموشی سے یہ ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔ وہاج آگے بڑھنے لگا، پھر رکا۔ ایک قدم پیچھے لیا اور مڑ کر اسے دیکھا۔

”ماہ صرف میری دوست ہے۔“ دانت پیس کر کہا اور تیز تیز قدموں سے آگے بڑھ گیا۔

پیچھے بیٹھا معراج اب خاموش نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا جو باآواز بلند جھگڑنے میں مصروف تھے۔

www.novelsclubb.com

"کیا ضروری بات تھی الطاف بھائی۔" چائے کی ٹرے میز پر رکھتے ہوئے رابعہ بیگم نے بھائی کو مخاطب کیا۔

الطاف آغا نے فون سے سر اٹھا کر ایک نظر چائے کی ٹرے کو دیکھا۔ فون ایک طرف رکھتے آگے بڑھ کر ایک کپ اٹھالیا۔

"دو سے تین ہفتوں میں معراج واپس چلا جائے گا۔" چائے کا گھونٹ لیتے بات کا آغاز کیا

۔

رابعہ بیگم نے سنجیدگی سے سر ہلایا۔

"میں چاہتا ہوں تم اس کے لیے کوئی اچھا سا رشتہ ڈھونڈو۔" ایک نظر ساتھ بیٹھی بہن کو دیکھ کر وہ مدعے کی بات پر آئے۔

ان کی بات سنتی رابعہ بیگم نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"پہلی شادی خوش آئند نہیں رہی بھائی جان۔ کیا دلیل ہے کہ دوسری شادی تا عمر چلے گی۔" گلا کھنکھار کر کہتی وہ لب بھینچ گئیں۔

"پہلا تجربہ اچھا نہیں تو کیا ساری زندگی وہ تنہائی میں گزار دے۔" گردن موڑ کر خفگی سے کہا گیا۔

"آپ کی بھی غلطی ہے۔ ایک بار بھی جاننے کی کوشش نہیں کی کہ آخر کیا بات ہوئی جو شادی کے دو ماہ بعد ہی بات طلاق تک جا پہنچی۔ کیا معلوم معراج کا ہی قصور ہو۔" ذہن میں اٹکی بات بلا آخر زبان پر آ گئی۔

www.novelsclubb.com

"وہ کوئی عام مرد نہیں ہے رابعہ۔ میاں بیوی کا تعلق کمرے کی چار دیواری سے باہر نکل جائے تو ہر ایک کے لیے موضوع خاص بن جاتا ہے۔ اس نے اپنے رشتے کا، اپنی بیوی کا، اور مابین تعلق کا بھرپور پردہ رکھا ہے۔ وہ ایک اعلیٰ ظرف انسان ہے۔" سنجیدگی سے کہتے وہ کپ واپس میز پر رکھ گئے۔

رابعہ بیگم نے بے حد غور سے ان کی بات سنی۔

"کیا معلوم بات ہی ایسی ہو کہ اسے سب کے سامنے کرنے سے معراج کے کردار پر کوئی بات آئے۔" ازلی کاٹ اب بھی باقی تھی۔

الطاف آغا کی صبیح پیشانی پر لاتعداد بل پڑے۔

اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتے، معراج نے لاؤنج میں قدم رکھا۔ ایک نظر دونوں کو دیکھا۔ دھیمے لہجے میں سلام کیا اور زینے پھلانگتا اوپر کی جانب بڑھ گیا۔

الطاف آغا کی پرسوچ نگاہوں نے آخر تک اس کا پیچھا کیا۔

www.novelsclubb.com

"جلد از جلد کوئی مناسب رشتہ ڈھونڈو رابعہ۔ میں اپنے بیٹے کی زندگی یوں برباد نہیں کر سکتا۔" ایک نظر بہن کو دیکھتے بات مکمل کی اور صوفے سے کھڑے ہوتے واک آؤٹ کر گئے۔

"دوسری شادی بھی ناکام ہوئی تو الزام تو میرے سر ہی آئے گا کہ رشتہ میں نے کروایا تھا اور وہ معصوم ہمیشہ کی طرح بری الزمہ ہو جائے گا۔" نخوت سے کہتی وہ سر جھٹک گئیں۔

لاؤنج اب ویران ہو چکا تھا۔

بیڈ پر نیم دراز وہ مختلف فائلوں میں سر دیے بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

وکالت کی ڈگری کے بعد پریکٹس کے اوائل دن تھے۔وہ ہر طرح سے ایک بہترین وکیل کے طور پر اپنا آپ منوانا چاہتا تھا۔

چند لمحے سر کے جب کمرے کا دروازہ کھلا اور فون کان سے لگائے وہ اندر داخل ہوئی۔

معراج نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ نائٹ ڈریس میں ملبوس تھی۔ڈائی کیے گ ئے بال جو بمشکل کندھوں کو چھوتے تھے۔سرخ وسفید رنگت اور تیکھے نین نقوش،وہ ایک خوبصورت لڑکی تھی۔ہاتھوں پر شادی پر لگائی گئی مہندی کے آثار اب بھی موجود تھے۔

زرمین معراج آغا جس سے معراج کی ملاقات اپنی ماں کے خاندان کی کسی تقریب میں ہوئی تھی۔وہ ان دنوں کراچی میں موجود تھا لہذا تقریب میں شرکت کر بیٹھا مگر اس کی خالہ نے اس ملاقات کو آخری نہ رہنے دیا بلکہ اپنی بیٹی زرمین کے لیے اس کا رشتہ گاڑھ دیا۔زرمین دورِ حاضر کی ایک پر اعتماد اور آزاد خیال لڑکی تھی۔معراج کو اس رشتے پر اعتراض نہ ہوا تھا۔

الطاف کی رضامندی لے کر وہ سادگی سے نکاح کر چکا تھا مگر۔۔۔

"ٹھیک ہے صائم، تم کل وقت پر گھر آ جانا۔ ہم ایک ساتھ چلے جائیں گے۔" سنگھار میز کے سامنے کھڑی وہ ایک ہاتھ سے چیزوں کو ترتیب سے رکھ رہی تھی جبکہ دوسرا ہاتھ فون تھامے ہوئے تھا۔

کچھ دیر بات کر کے اس نے فون بند کیا اور ہاتھوں پر نائٹ کریم لگانے لگی۔

"کہاں جانا ہے کل؟" معراج نے لہجے کو سرسری رکھنے کی کوشش کی۔

"ایک فیملی فنکشن ہے۔ سب رشتہ دار وہاں اکٹھے ہو رہے ہیں۔" مصروف سے انداز میں بتایا۔

"اصولاً تمہیں میرے ساتھ جانا چاہیے۔ کیا خیال ہے؟" نرم مسکراہٹ، دھیما اور ٹھہرا ہوا لہجہ۔

www.novelsclubb.com

"تم مصروف ہوتے ہو۔میں صائم کے ساتھ چلی جاؤں گی۔اس کی کمپنی ویسے بھی مجھے بور نہیں ہونے دیتی۔"سنجیدگی سے کہتے آخر میں وہ مسکرائی۔

معراج کی مدھم مسکراہٹ سمٹی۔ایک نامحرم لاابالی نوجوان کی تعریف اپنی بیوی کے منہ سے اسے اچھی نہ لگی۔

"وہ صائم مجھے کچھ خاص پسند نہیں۔اس کی شوخ طبیعت نظر کو اچھی نہیں لگتی۔"فائل پر سر جھکا کر سرد لہجے میں کہا۔

زرمین بل کھا کر اس کی جانب مڑی۔ماتھے پر تیوری چڑھی۔

www.novelsclubb.com

"تم ایک روایتی مرد کی طرح کیوں ردعمل ظاہر کر رہے ہو معراج۔وہ میرا بچپن کا دوست ہے۔مجھے اس سے کوئی مسلہ نہیں اور ہماری یہ دوستی تاعمر رہے گی۔میں تمہاری اس رائے کو سر آنکھوں پر چڑھا کر اس سے ملنا نہیں چھوڑ سکتی۔"سخت لہجے اور دوٹوک الفاظ میں وہ بہت کچھ باور کروا گئی۔

معراج نے سیاہ غلافی آنکھیں اٹھائیں۔ایک ہاتھ کمر پر ٹکائے،وہ اس کے سر پر کھڑی اسے گھور رہی تھی۔

"میں کوئی پابندی نہیں لگا رہا زرمین مگر تمہیں میری پسند ناپسند کا احترام کرنا چاہیے جیسے میں تمہاری ہر پسند کو مد نظر رکھتا ہوں۔"غصے کا پیمانہ یک دم چڑھا مگر وہ ضبط کا مظاہرہ کرتے لہجے کو نرم رکھتے ہوئے بولا۔

"مجھے تمہاری پسند ناپسند میں کوئی دلچسپی نہیں۔یہ روک ٹوک میرا سانس بند کرتی ہے۔مجھے اس سب کی عادت نہیں۔"بال جھٹکتی وہ اس کے سامنے سے ہٹ گئی۔

"نہیں کا مطلب نہیں ہے۔تم کل اس سے نہیں ملو گی۔"نرمی اس کی ڈھٹائی پر غائب ہوئی۔

"میں ضرور ملوں گی۔"ڈھیٹ پن کا مظاہرہ دوبارہ کیا گیا۔

اور بحث لڑائی میں بدلی جو کتنی ہی دیر جاری رہی۔ یہ ان دونوں کے مابین صائم کے موضوع پر پہلی تکرار تھی۔اس کے بعد یہ جھگڑا آئے روز چلتا رہتا جس کا نتیجہ بہت برا نکلنے والا تھا۔

لاہور شہر کی رونق مثالی تھی۔تاریخی عمارات، سڑکوں پر بھاگتی گاڑیاں اور روزگار کی تلاش میں ادھر سے ادھر بھاگتے لوگ۔سب مکمل تھا!

وہ دونوں ایک ساتھ یونیورسٹی سے نکلے۔سفید رنگ کی کرولا کے پاس آتے ہی ماہ جبین کے قدموں کو بریک لگی۔

"آج گاڑی میں چلاؤں گی۔" وہاج کو دیکھتے ہوئے کچھ جوش سے کہا۔

وہاج کا دروازے کی جانب بڑھتا ہاتھ رکا۔ نظر اٹھا کر اسے دیکھا جواب قریب پہنچ چکی تھی اور چابی کے لیے ہاتھ بڑھائے کھڑی تھی۔

''موت کا ایک وقت معین ہے مگر سچ پوچھو تو میں ابھی مرنا نہیں چاہتا۔'' شکل پر بے چارگی طاری کرتے ہوئے کہا۔

ماہ جبین نے اسے ایک تگڑی گھوری سے نوازا اور چابی ہاتھ سے جھپٹنا چاہی۔ وہاج نے بروقت ہاتھ پیچھے کیا۔

''بابا دوبارہ گاڑی نہیں دیں گے ماہ۔ ضدمت کرو۔'' ٹالنا چاہا مگر مقابل بھی اپنے نام کی ایک تھی۔

بڑی بڑی سرمئی آنکھوں میں نمکین پانی سا چمکنے لگا۔ وہاج نے ٹھٹھک کر اس کی شمع کی مانند دمکتی آنکھوں میں دیکھا۔ نفی میں سر ہلا کر ایک گہرا سانس بھرا اور چابی اس کے حوالے کر دی۔

ماہ جبین کے مصنوعی آنسو لمحے میں غائب ہوئے اور وہ لہراتی ہوئی ڈرائیونگ نشست پر بیٹھی۔

آغا مینشن میں بہت سی گاڑیاں تھی۔جدید طرز کی مہنگی اور ایک سے ایک بڑھ کر گاڑی مگران دو مسکینوں کے حصے الطاف صاحب نے پرانے ماڈل کی وہ سفید کرولا ہی کی تھی کیونکہ ان کی لاپرواہ طبیعت سے وہ اچھی طرح واقف تھے۔

''احتیاط سے چلانا۔'' وہ تمام راستے اس ایک جملے کی ہی تسبیح کرتا رہا جبکہ ماہ جبین اس وقت کا بھرپور طریقے سے لطف اٹھارہی تھی۔

''کیا خیال ہے، کسی ریسٹورنٹ سے اچھا سا لنچ کرلیں۔'' ایک نظر ساتھ بیٹھے لڑکے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

وہاج نے چند لمحے رک کر سوچا اور پھر ہامی بھرلی۔

ایک مقامی ریسٹورنٹ کے باہر پہنچتے ہی اس نے گاڑی پارک کرنا چاہی مگر اس معاملے میں وہ اناڑی تھی۔

"تم اترو۔ میں پارک کرتا ہوں۔" وہاج نے سہولت سے کہا۔

"بالکل نہیں۔ میں خود کروں گی۔" ضدی انداز میں کہتی وہ سٹیرنگ کو موڑنے لگی مگر برا ہوا۔

گاڑی پارک کرتے ہوئے وہ عین پیچھے موجود سیمنٹ کے بلاک کو نہ دیکھ پائی نتیجتاً گاڑی کا پچھلا حصہ زور سے اس بلاک سے ٹکرایا۔ وہ دونوں ایک زبردست جھٹکا کھا کر آگے ہوئے۔

دونوں نے سیدھا ہوتے ہوئے چونک کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"ماموں۔"

"بابا۔" دونوں کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ چہرے اپنا رنگ چھوڑنے لگے۔

"گاڑی میں چلا رہا تھا۔" وہاج نے ماتھا مسلتے ہوئے تھوک نگل کر کہا۔ ہاتھ میں موجود بیگ پچھلی نشست پر تقریباً پھینکا اور گاڑی سے باہر نکلا۔ گھوم کر اس کی جانب آیا اور دروازہ کھولا۔

"لیکن وہاج، گاڑی میں چلا۔۔" اس نے حلق تر کرتے ہوئے کچھ کہنا چاہا مگر وہ بات کاٹ گیا۔

"میں کہہ رہا ہوں ناماہ، گاڑی میں چلا رہا تھا۔" تحمل سے کہہ کر بے حد نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے باہر نکالا۔ خود ڈرائیونگ نشست پر آ بیٹھا۔

ماہ جبین بوجھل قدموں سے دوسری جانب آکر بیٹھی۔

"وہ تمہیں زیادہ ڈانٹیں گے۔" گردن موڑ کر اسے دیکھا۔آنسواب کی بار مصنوعی نہیں تھے۔

سٹیرنگ پر چلتا ہاتھ رکا۔رخ اس کی جانب موڑا جس کے آنسواب چھلک چکے تھے۔وہ ہولے سے مسکرایا۔

"تمہاری خاطر ڈانٹ کھالوں گا۔اب دوست مانا ہے۔اتنا بھی نہ کروں تو ڈوب مرنے کا مقام ہے۔"اس کی بات سنتی ماہ جبین کے آنسوؤں میں روانی آگئی۔

"اس میں اتنا رونے والی کیا بات ہے ماہ۔چپ ہو جاؤ۔" ملائمت سے کہتے ہاتھ بڑھا کر اس کے تر چہرے کو صاف کیا۔

ماہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"بس کر دو۔اب میرے ڈر جانے کے امکانات بڑھتے جا رہے ہیں۔" شرارت سے کہتا وہ مدھم سا ہنسا۔

ماہ جبین نے ایک مکہ اس کے کندھے پر رسید کیا اور سر جھٹک کر کھڑکی کی جانب رخ موڑ گئی۔

وہ مسکراتا ہوا گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔ایسے حسین لمحات کے لیے وہ سو دفعہ بھی اس کی غلطی اپنے سر لے سکتا تھا۔

---

www.novelsclubb.com

وہ سب اس وقت آغا مینشن کے لاؤنج میں بیٹھے تھے جب الطاف آغا وہاں داخل ہوئے۔ چہرے کے تاثرات تنے ہوئے تھے۔ صبیح پیشانی پر بل تھے۔

"گاڑی کون لے کر گیا تھا؟" سرد آواز میں پوچھا۔

وہاج اور ماہ جبین کے کان ایک ساتھ کھڑے ہوئے۔چور نظروں سے انہیں دیکھا جو پہلے ہی دونوں کو نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھے۔

وہاج نے بے اختیار تھوک نگلا۔

”کیا ہوا ہے بابا؟“معصوم صورت بنائے پوچھا گیا۔

”یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔“ وہ بخشنے کے موڈ میں ہر گز نہیں تھے۔

رابعہ بیگم نے سوالیہ نظروں سے ساتھ بیٹھی سنبل کو دیکھا۔وہ لاعلمی کا اظہار کرتی کندھے اچکا گئی۔

”ہم دونوں لے کر گئے تھے ماموں۔“ماہ جبین نے ہموار لہجے میں کہا۔

تب ہی معراج زینے اترتا وہاں آیا اور حیرانی سے سب کو دیکھتا معاملہ سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔

www.novelsclubb.com

”ڈرائیو کون کر رہا تھا؟“ اگلا سوال۔

”ریلیکس بابا۔ سب ٹھیک ہے۔ اتنی بڑی بات۔۔۔“ وہاج نے صوفے سے اٹھ کر ان کے قریب آتے کچھ کہنا چاہا مگر وہ بات کاٹ گئے۔

”میرے سوال کا جواب دو برخوردار۔“

ماہ جبین نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے مگر وہاج اس سے پہلے بول پڑا۔

”میں چلا رہا تھا۔“ ایک نظر ماہ کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

الطاف صاحب کے جبڑے بھینچ گئے۔ اب معافی کی گنجائش باقی نہیں تھی۔

”ایک نہایت بیوقوف انسان ہو تم۔ اندازہ بھی ہے تمہاری لاپرواہی کی وجہ سے کیا ہو سکتا تھا۔ تمہارے ساتھ بیٹھی میری بھانجی زخمی ہو سکتی تھی۔ اس کے بعد میں تمہارا کیا حشر کرتا۔“

کہتے ہی وہ جارحانہ انداز میں اس کی جانب بڑھے جب قریب کھڑا معراج یک دم ان دونوں کے درمیان آیا۔

”کیا کر رہے ہیں بابا۔ وہ دونوں بالکل سلامت ہیں۔ بچوں سے ایسی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ “دھیمے لہجے میں بات سنبھالنا چاہی۔

وہاج نے بے تاثر چہرے کے ساتھ اپنے سامنے کھڑے اس مرد کی پشت کو دیکھا جو قد میں اس سے ایک انچ لمبا تھا۔ مضبوط جسامت اور قیمتی کلون کی مہک جو قریب آنے پر زیادہ محسوس ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

”یہ میرا اور میرے بابا کا معاملہ ہے۔ آپ کو دخل اندازی زیب نہیں دیتی معراج صاحب۔“ سرد لہجے میں چبا چبا کر کہا اور اس کے پیچھے سے ہٹتا اس کے برابر آ کھڑا ہوا۔

مگر اس کے الفاظ الطاف آغا کو تیش دلانے کے لیے کافی تھے۔ وہ ایک قدم آگے بڑھاتے اس کے چہرے پر ایک زناٹے دار تھپڑ برسا گئے۔ یہ ایک اچانک اور غیر متوقع عمل تھا۔

"بابا، پلیز۔"معراج ایک مرتبہ پھر درمیان میں آیا۔ماہ جبین ایک طرف کھڑی سرمئی آنکھوں میں آنسو لیے اسے دیکھ رہی تھی جس نے ایک مرتبہ بھی اس کا نام نہیں لیا تھا بلکہ تھپڑ کھا لینے کو ترجیح دی تھی۔

"جو آپ چاہتے تھے وہ ہو گیا۔مبارک ہو آپ کو۔" تنفر سے کہتا وہ سرخ انگارہ آنکھیں لیے زینوں کی جانب بڑھ گیا۔

پیچھے کھڑے معراج نے افسوس سے اس کی پشت کو دیکھا۔وہ اس قدر بدگمان کیوں تھا آخر؟

"دماغ ٹھکانے لگانے کی ضرورت ہے بس۔" دبے دبے لہجے میں کہتے الطاف صاحب صوفے پر ڈھے گئے۔ سنبل اور رابعہ بیگم ان کے ساتھ آ بیٹھیں۔

www.novelsclubb.com

معراج نے ایک نظر انہیں دیکھا، مڑ کر دوسری نظر ماہ جبین پر ڈالی جو سر جھکائے آنسو بہا رہی تھی۔ وہ قدم قدم چلتا اس کے قریب آیا۔ ماہ جبین نے آنسو کے سمندر سے لبریز آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"گاڑی تم چلا رہی تھی؟" آواز مدھم تھی کہ صرف ماہ جبین ہی سن پائی۔

اس کی آنکھوں میں لمحے بھر کے لیے بے یقینی پیدا ہوئی۔

"جی۔" وہ پھر سے سر جھکا گئی۔

"ریلیکس۔ کوئی بات نہیں۔ ایسا ہو جاتا ہے۔" اس کے گھنگریالے بالوں سے ڈھکے سر پر ہولے سے ہاتھ رکھ کر تھپتھپایا۔ چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر مڑ گیا۔

ماہ جبین نے سر اٹھا کر اس کی چوڑی پشت کو دیکھا اور نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

اب وہ یوں تسلی دے گا تو اس بے وقوف لڑکی کا کیا بنے گا۔۔۔

"کیا کرتے ہیں بابا۔ وہ ابھی چھوٹا ہے۔" ان کے پیروں کو دباتے ہوئے ملائمت سے کہا۔

لہجہ دھیما اور ہموار تھا۔

"ایسی غلطیوں پر چھوٹ نہیں دیتے ورنہ بچوں کو عادت ہو جاتی ہے بار بار ایسی غلطیاں دہرانے کی۔" بیڈ پر نیم دراز وہ اس کے گھنے بالوں کو دیکھتے ہوئے بولے جو ماتھے پر بکھرے پڑے تھے۔

"وہ ایک سمجھدار انسان ہے۔ آپ کو کبھی مایوس نہیں کرے گا۔" بالوں کو ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹاتے کہا۔ انداز ہنوز نرمی اپنائے ہوئے تھا۔

''تمہارے دل میں اس کے لیے اس قدر اپنائیت کیوں ہے معراج۔ وہ تو تمہاری شکل تک دیکھنے کا روادار نہیں۔'' ان کی سرمئی آنکھوں میں اب کہ فکر مندی تیرنے لگی۔

''اس کا محض ایک ہی جواب ہے بابا۔'' سیاہ آنکھیں اٹھا کر انہیں دیکھا ''وہ میرا بھائی ہے۔" نظریں دوبارہ جھکاتے پیر دبانے لگا۔ عنابی لب مسکرا رہے تھے۔

''وہ تمہیں بھائی نہیں مانتا۔'' الفاظ پر زور دیتے یاد دلایا گیا۔

''آپ جانتے ہیں جب میں یہاں آیا تھا۔ وہ ایک چہرہ جسے دیکھ کر مجھے سب سے زیادہ اپنے پن کا احساس ہوا تھا وہ وہاج کا چہرہ تھا۔ اس کی آنکھیں بالکل میرے جیسی ہیں۔ اس کی جسامت، انداز، چال ڈھال سب مجھ سے میل کھاتا ہے۔ اور جبکہ وہ میرا بھائی ہے تو آپ بتائیں میں کیسے اس سے محبت نہ کروں۔ کیسے اس سے انسیت محسوس نہ کروں۔'' وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا اور الطاف صاحب کا اضطراب بڑھتا جا رہا تھا۔

اسے اس بے لوث محبت کے بدلے شاید کبھی جواب میں محبت نہیں مل سکتی تھی!

خیر، شادی کے بارے میں کیا سوچا ہے پھر تم نے؟" بے چینی کو کم کرنے کی غرض سے وہ موضوع بدل گئے۔

"میں ایسا کچھ نہیں سوچتا جس سے مجھے بے سکونی محسوس ہو۔" مسکراہٹ سمیٹتے سنجیدگی سے کہا۔

"تو کیا ساری زندگی اکیلے گزار دو گے؟" لہجے میں خفگی تھی۔

"ناممکن تو نہیں ہے۔ دیکھیں، اب بھی گزار رہا ہوں۔ آگے بھی گزر جائے گی۔" ہلکا پھلکا سا انداز اپنایا۔

”تم ایسے نہیں مانو گے۔ لگتا ہے تمہارے ساتھ زبردستی کرنی پڑے گی۔“ بڑبڑاتے ہوئے وہ آنکھوں پر بازو رکھ گئے۔

معراج چند لمحے انہیں دیکھتا رہا پھر سر جھٹک گیا۔

”ایسے کیسے زبردستی کر لیں گے۔“

نہ گنواؤ ناوکِ نیم کش دلِ ریزہ ریزہ گنوا دیا

جو بچے ہیں سنگ سمیٹ لو، تنِ داغ داغ لُٹا دیا

اپنے کمرے کے بستر پر بیٹھا وہ سر جھکائے بیڈ شیٹ کے نقش و نگار کو گھور رہا تھا۔ وجود وہیں تھا مگر ذہن اور اس میں بسنے والی لاتعداد سوچوں کے دھاگے کہیں اور جڑتے جا رہے تھے۔

”کتنی مرتبہ کہا ہے وہاج۔ گراؤنڈ میں دھیان سے کھیلا کرو۔“ غصے سے ڈپٹتی اس کی ماں مگر اتنی ہی ملائمت سے گھٹنے پر موجود زخم پر مرہم لگا رہی تھیں۔

چھ سالہ وہاج ان کے حرکت کرتے ہاتھوں کو دیکھتا بس آنسو بہائے جا رہا تھا۔

”میں خود نہیں گرا۔ عبداللہ نے دھکا دیا تھا۔“ زکام زدہ سانس اندر کھینچ کر منمنا کر کہا۔

زرمین نے جھکے سر کے ساتھ نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ پھر مسکرا کر اس کے قریب ہوئیں اور ہاتھ بڑھا کر اس کا تر چہرہ صاف کرنے لگیں۔

www.novelsclubb.com

”آپ نے جواب میں اسے دھکا دیا؟“ نرمی سے پوچھا۔

وہاج نے گول مٹول سیاہ آنکھیں اٹھا کر انہیں دیکھا اور نفی میں سر ہلا یا۔ وہ گہری مسکراہٹ کے ساتھ اس کے ماتھے سے بال ہٹاتی اس کی پیشانی چوم گئیں۔

ایک آنسو آنکھ سے نکل کر بیڈ پر دھرے ہاتھ پر گر گیا۔

عین اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی اور وہ چھوٹے چھوٹے قدموں سے اندر داخل ہوئی۔ وہاج سرعت سے آنکھیں صاف کر گیا اور دوبارہ نظر اٹھا کر اسے دیکھا جس کی چال میں واضح شرمندگی تھی ورنہ وہ اس قدر سکون سے کہاں اس کے کمرے میں داخل ہوتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا کام ہے؟" اسے تنگ کرنے کی نیت سے لاپرواہ سے انداز میں کہا۔

ماہ جبین نے سرمئی آنکھوں سے اسے گھورا مگر صحیح طریقے سے گھور بھی نہ سکی اور آگے بڑھتی اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ سر جھکا کر اس کے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔

"یقین جانو بہت ڈھیٹ ہو تم۔" اس کے چہرے کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ماہ نے فوراً سر اٹھایا تب ہی نظر اس کے دائیں گال پر پڑی جہاں انگلیوں کے نشان کچھ واضح ہو رہے تھے۔ وہ حصہ باقی چہرے کے مقابلے سرخ تھا۔

وہ بے چین سی بس ہونٹ کاٹ کر رہ گئی۔

''تھپڑ زور سے لگا ہے۔''گال پر نظریں جمائے آہستہ سے کہا۔

''مرد کو درد نہیں ہوتا۔''وہاج نے چہرے پر آہستہ سے ہاتھ پھیرتے گردن اکڑا کر کہا۔

ماہ نے غور سے اس کی آنکھوں میں دیکھا جو اس کے الفاظ اور تاثرات کا ساتھ نہیں دے رہی تھیں۔

وہ خاموشی سے اٹھتی کمرے سے باہر نکل گئی۔کچھ دیر بعد واپس آئی تو ہاتھ میں ایک ٹیوب تھی۔

''دیکھو ماہ، یہ ٹیپیکل حرکتیں ہم دونوں کو زیب نہیں دیتیں۔''اس کے ہاتھ میں ٹیوب دیکھتا وہ بے ساختہ پیچھے ہو بیٹھا۔

''خاموشی سے اپنی جگہ پر بیٹھو۔''اسے ڈپٹنے کے انداز میں بازو سے کھینچ کر واپس اسی جگہ پر بٹھایا اور کریم انگلی پر نکالنے لگی۔

اس کے انداز سے وہاج کو بے ساختہ کوئی یاد آیا تھا۔ کوئی اپنا، کوئی بے حد قریبی۔۔۔

”کہا بھی تھا تمہیں زیادہ ڈانٹ پڑے گی۔“ بے حد توجہ سے کریم لگاتے ہوئے کہا۔

”اگر تم روز اسی طرح مرہم لگانے کا وعدہ کرتی ہو تو میں روز ایک تھپڑ کھا سکتا ہوں۔“

ماہ نے گال سے نظریں ہٹا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں واضح شرارت تھی۔

”اسے میں دوستی کی عظیم مثال سمجھوں؟“ نظریں واپس موڑتے ناک چڑھا کر کہا۔

وہاج بے اختیار مسکرایا۔

www.novelsclubb.com

”محبت کی عظیم مثال بھی سمجھ سکتی ہو۔“ آواز مسکراتی ہوئی تھی۔

ماہ کا حرکت کرتا ہاتھ ایک لمحے کے لیے تھما۔ اس کے لہجے کی گہرائی اس نے اندر تک محسوس کی تھی۔ وہ سر جھٹک کر رہ گئی۔

''ان سے اتنی نفرت کیوں کرتے ہو؟'' نادانستہ طور پر بات کا رخ موڑا۔

''کن سے؟'' وہ بھی ہوش میں آتا سادگی سے پوچھنے لگا۔

''معراج آغا۔'' نام ادا ہوا۔

وہاج نے بڑے غور سے اس کے ہونٹوں کی جنبش دیکھی۔ آواز سے زیادہ لہجے میں کچھ ایسا تھا جس نے مقابل کو پہلو بدلنے پر مجبور کر دیا۔

''بڑے ہیں تم سے، بھائی کہا کرو۔'' ہمیشہ کی بات ایک مرتبہ پھر دہرائی گئی۔

''بھائی کہا کرو۔'' ماہ جبین نے اسی کے انداز میں اس کا جملہ دہرایا اور ہنستی ہوئی پیچھے ہٹ گئی۔

اس کے انداز پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرادیا اور کہنی گھٹنے پر ٹکائے، چہرے کے نیچے ہاتھ رکھے فرصت سے اسے دیکھنے لگا۔ جانتا تھا، اب وہ ضرور چڑ جائے گی۔

"عجیب انسان ہو تم۔ اچھا ہی ہوا جو ایک تھپڑ تحفے میں مل گیا۔" اس کے دیکھنے کے انداز پر خفگی سے اسے گھورتی اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی وہ پاس پڑا تکیہ اس کی جانب اچھال گئی۔ وہاج تکیہ بروقت تھامتے اسے دل بجلانے والی مسکراہٹ سے دیکھنے لگا۔

"ماموں سے معافی مانگ لینا۔" کمرے سے نکلتے ہوئے یہ الفاظ تھے جو کمرے کی فضا میں گونجے اور پھر ایک دم سناٹا چھا گیا۔
وہ کتنی ہی دیر مسکراتے ہوئے دروازے کو تکتا رہا جس کے پیچھے وہ غائب ہوئی تھی۔

____

www.novelsclubb.com

صبح کا اجالا ہر سو پھیل چکا تھا۔ سورج آسمان پر چمچمارہا تھا۔ فجر کے بعد کی پرسکون اور فرحت بخش ہوا اعصاب کو تازگی بخش رہی تھی۔ پرندے روزی کی تلاش میں ادھر سے ادھر ہوا کو چیرتے ہوئے اڑ رہے تھے۔

سیاہ ٹراؤزر شرٹ کے ساتھ سیاہ ہی جو گرز پہنے وہ داخلی گیٹ سے اندر آیا اور لان میں لگی کرسیوں میں سے ایک پر آن بیٹھا۔ سانس قدرے تیز تھا اور سیاہ بال پسینے کی وجہ سے پیشانی پر چپک چکے تھے۔

وہ کچھ دیر بے مقصد ہی سامنے لگے پیپل کے درخت کو دیکھتا رہا۔ کبھی اس کے نیچے لکڑی کا ایک بینچ ہوا کرتا تھا جہاں بیٹھ کر وہ وہاج اور ماہ جبین کو گھنٹوں بیٹھ کر دیکھا کرتا تھا۔ اپنے ماضی کو سوچتا تو کبھی اپنی ماں کو یاد کر کے آنسو بھی بہا لیتا۔

"صبح بخیر۔" نسوانی آواز پر وہ یک دم چونکا۔ آواز عقب سے آئی تھی۔

اس نے مڑ کر اپنے عقب میں دیکھا جہاں وہ سیاہ ڈوپٹہ حجاب کی صورت اوڑھے اس کی کرسی کی پشت پر ہاتھ جمائے کھڑی تھی۔

"صبح بخیر۔" مدھم آواز میں سر ہلا کر جواب دیا اور رخ واپس موڑ گیا۔

وہ ماہ جبین سے ہمیشہ لیا دیا سا معاملہ رکھتا تھا اور یہی دامن تہی ماہ جبین کو اس کی شخصیت میں مزید دلچسپی لینے پر اکساتی تھی۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟" کچھ دیر کشمکش میں کھڑے رہنے کے بعد آہستہ سے سوال داغا۔

معراج نے ترچھی نظروں سے ساتھ پڑی کرسی کی جانب دیکھا اور سر ہلا گیا۔ وہ مسکراتی ہوئی اس کے پہلو میں فاصلے پر آ بیٹھی۔ اب وہ اس کا چہرہ واضح دیکھ سکتی تھی۔ سر قدرے جھکا رکھا تھا۔ گیلے بال ماتھے کو چھو رہے تھے۔ سنجیدہ تاثرات اور سحر انگیز شخصیت!

www.novelsclubb.com

"پڑھائی کیسی جا رہی ہے؟" محسوس کن خاموشی اور اس کی نظروں کی تپش محسوس کرتے وہ ایک نظر اسے دیکھتا سوال کر گیا۔

"بہترین۔" مسکرا کر جواب دیا۔ پرشوق نگاہیں اس کے چہرے کے طواف میں مگن تھیں۔

اچھا ہی تھا جو وہ اسے دیکھ کر بات نہیں کرتا تھا۔ یوں وہ باآسانی اس کے چہرے کو دیکھ ہر بات کر جایا کرتی تھی۔

"اس کے بعد کیا کرنا ہے؟" بال پیشانی سے ہٹاتے ہوئے پوچھا۔

"شادی۔" بے ساختہ ماہ جبین کے منہ سے نکلا۔

معراج نے چونک کر گردن موڑے اسے دیکھا۔ سیاہ آنکھوں میں حیرت واضح ہوئی اور پھر وہ یک دم ہنس دیا۔

بھاری آواز قہقہے کی صورت اس قدر دلفریب تھی کہ ماہ جبین اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔ سرمئی آنکھیں اس ایک منظر پر جم سی گئیں۔ دل رفتار سے کی گنا تیز دھڑکنے لگا۔ اسے لگا وہ کسی مجسمے کی مانند ڈھے جائے گی۔ وہ نظریں ہٹانا چاہتی تھی مگر دل نے اجازت نہ دی۔

"آپ ہنستے ہوئے بہت اچھے لگتے ہیں۔" کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں اس کی زبان سے الفاظ ادا ہوئے۔

معراج نے اپنی ہنسی سمیٹی۔ اب وہ مسکراتے ہوئے اشتیاق سے اسے دیکھنے لگا۔ ان سرمئی آنکھوں میں اپنے لیے اس لمحے پیدا ہونے والی پسندیدگی واضح محسوس ہو رہی تھی۔ وہ لڑکی اس کے سامنے اپنے جزبات چھپانے میں ناکام ٹھہری تھی۔

وہ ایک گہرا سانس بھر کر نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔

"آپ کو سیاہ رنگ بہت پسند ہے۔" انداز ہنوز اپنے اندر دیوانگی سمیٹے ہوئے تھا۔

"تمہیں ایسا کیوں لگا؟" دلچسپی سے پوچھا گیا۔ خول ایک دم سکڑنے لگا۔

"آپ کی شخصیت میں سیاہ رنگ سب سے نمایاں ہے۔" سادگی سے بتایا۔

"مجھے سرمئی رنگ زیادہ پسند ہے۔" ایک گہری نظر اس کے چہرے پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"لیکن۔۔اوہ، ماموں کی آنکھوں کا رنگ سرمئی ہے اس لیے۔" الجھن سے اسے دیکھتی وہ یک دم سمجھنے کے انداز میں سر ہلا گئی۔

معراج پہلی مرتبہ اسے دیکھ کر گہرا مسکرایا۔ سر کو جھکا کر ہولے سے اثبات میں ہلایا اور سامنے لگے پیپل کے درخت کو دیکھنے لگا۔ ماہ جبین نے ایک حسرت بھری سانس خارج کی۔

"یہاں سے بینچ کس نے اٹھایا؟" کچھ یاد آنے پر پوچھا۔

"وہاج نے۔" ماہ جبین کی نظریں بھی اب اس درخت پر تھیں۔

"کیوں؟" مسکراہٹ معدوم ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"اس کا کہنا تھا کہ مجھے یہ یہاں بالکل نہیں پسند۔پرانا ہو چکا ہے۔" وہاج کے الفاظ دہرائے

۔

معراج کو دل کے کسی نہاں خانے میں تکلیف کا احساس ابھرا۔وہ بوجھل سانس خارج کرتا اس منظر سے بھی نظریں ہٹا گیا۔

"ماہ جبین۔اندر آؤ۔" رابعہ بیگم کی آواز پر وہ دونوں چونکے۔ماہ نے منہ بسور کر ایک نظر دروازے کے ساتھ کھڑی اماں کو دیکھا۔دوسری نظر معراج پر ڈالی جو خود اٹھنے کی تیاری میں تھا ۔وہ ناچاہتے ہوئے بھی وہاں سے اٹھ کر اندر کہیں غائب ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"ماہ آپی،ایک کتاب ادھار دینے میں آخر کیا جاتا ہے؟" سنبل نے منہ بسور کر اسے دیکھا جو مونگ پھلی کے دانے یکے بعد دیگرے اچھال اچھال کر منہ میں ڈال رہی تھی۔

''دل مانگ لیتی تو ضرور دے دیتی مگر یہاں معاملہ کتاب کا ہے۔اور وہ بھی میری پسندیدہ کتاب۔''انداز لاپرواہ تھا۔

وہ دونوں راہداری میں چلتی ہوئی نچلی منزل کی جانب بڑھ رہی تھیں۔

''میں لے کر بھاگ نہیں جاؤں گی۔واپس آپ کے پاس ہی آنا ہے۔''اس کے ہاتھ سے چند دانے لے کر منہ میں ڈالے۔

''کچھ اور مانگ لو سنبل مگر میرے کلیجے پر ہاتھ نہ ڈالو۔''ڈرامائی انداز میں کہتی وہ آخر میں ہنس دی۔سنبل محض جل بھن کر رہ گئی۔

آگے پیچھے سیڑھیاں اترتی وہ دونوں لاؤنج میں داخل ہوئیں جہاں رابعہ بیگم کسی عورت کے ساتھ باتوں میں مصروف تھیں۔ وہ دونوں بھی سلام کرتی ایک جانب پڑے صوفے پر جگہ سنبھال گئیں۔

”لڑکی امریکہ سے وکالت کی ڈگری لے کر آئی ہے۔ وہاں کورٹ میرج کی تھی مگر زیادہ دیر نہ چل سکی۔ اب یہاں واپس آئی ہے تو اس کے گھر والے کوئی مناسب رشتہ ڈھونڈ رہے ہیں۔“ خالدہ آپا نے مخصوص لب و لہجے میں ہاتھ ہلا ہلا کر آگاہ کیا۔

”انہیں دوسری شادی پر کوئی اعتراض تو نہیں ہے نا آپا؟“ رابعہ بیگم نے بسکٹوں سے سجی ایک رکابی ان کی جانب کھسکاتے ہوئے پوچھا۔

”ارے نہیں رابعہ۔ نہ انہوں نے کچھ چھپایا ہے اور نہ ہی ہم نے۔ سب صاف صاف بتادیا گیا ہے۔ لڑکی خوبصورت بھی بہت ہے۔ معراج سے عمر میں کوئی ایک دو سال ہی چھوٹی ہو گی۔ میں تو کہتی ہوں دونوں کا جوڑ بالکل مناسب ہے۔“

ماہ جبین جو بے زاری سے مونگ پھلی کے دانے چبا رہی تھی، معراج کے نام پر بری طرح ٹھٹکی۔ سرمئی آنکھیں اٹھا کر کچھ بے یقینی سے اپنی ماں کو دیکھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آج الطاف بھائی سے بات کرتی ہوں۔ بس جلد از جلد یہ رشتہ ہاں کرواؤ۔" مسکرا کر کہتی وہ کچھ پر جوشی سے بولیں۔ کاندھوں پر یہ ایک بھاری ذمہ داری تھی جو الطاف آغا نے ڈالی تھی۔

سنبل خوشی سے چہک کر پھوپھو کے ساتھ چپک گئی۔ خالدہ آپا لڑکی کی شان میں اور بھی قصیدے پڑھ رہی تھیں جسے وہ دونوں دلچسپی سے سن رہی تھیں جبکہ ماہ جبین صوفے پر ساکت بیٹھی تھی۔ ذہن میں جھکڑ سے چلنے لگے تھے۔

یہ لمحہ، یہ وقت، اس کے متعلق تو اس نے کبھی نہ سوچا تھا۔ اسے کیا معلوم تھا یہ گھڑی کسی قیامت کی مانند اس کے سر پر سوار ہو جائے گی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

”خیر سے ماہ جبین کی پڑھائی کہاں تک پہنچی ؟“ تو پوں کا رخ اب کہ ماہجبین کی جانب ہوا

۔

اس نے غائب دماغی سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

”آپا کی بات کا جواب دو ماہ جبین۔“ رابعہ بیگم نے اس کی غائب دماغی محسوس کرتے ڈپٹ

کر کہا۔

اس نے خالی خالی نظروں سے اپنی ماں کو دیکھا۔ایک جھٹکے سے صوفے سے کھڑی ہوئی

اور اندر کی جانب بڑھ گئی۔

خالدہ آپا خفیف سی ہو کر رابعہ بیگم کو دیکھنے لگیں۔

”لگتا ہے طبیعت کچھ خراب ہے۔“ مصنوعی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیتیں وہ

بات بدل گئیں۔

www.novelsclubb.com

اپنے کمرے میں بیڈ کی پائنتی پر بیٹھی وہ سر جھکائے ہوئے تھی۔
گہرے نیلے رنگ کی پھولدار شلوار قمیص جس کے ساتھ سرخ آنچل ایک طرف پڑا اپنی بے قدری پر رو رہا تھا۔آنسو ٹپ ٹپ آنکھوں سے ہوتے ہوئے گود میں گر رہے تھے۔دونوں ہاتھ بیڈ کی چادر کو سختی سے تھامے ہوئے تھے۔

"ماہ جبین بہت اچھی ہے۔"اسے وہ جملہ آج بھی یاد تھا۔
وہ کبھی بھول ہی نہیں پائی تھی۔وہ نظریں،وہ مسکراہٹ،ننھے ہاتھوں پر وہ محبت بھرا لمس ،اسے سب یاد تھا۔وہ آج بھی اسے چند لمحے پہلے ہوئے کسی واقعے کی طرح محسوس کر سکتی تھی۔
مگر آج دل کسی انجانے احساس کے تحت دھڑک رہا تھا۔وہ احساس جو کبھی پہلے محسوس نہیں کیا گیا تھا۔

ایک دم سے دروازہ کھلا اور رابعہ بیگم اندر داخل ہوئیں۔

"مہمانوں کی میزبانی کے یہ کون سے آداب ہیں جو میں نے تمہیں سکھائے ہیں ماہ جبین سلطان؟" اس کے سر پر کھڑی وہ اسے سوال کرنے لگیں۔

ماہ جبین کے وجود میں کوئی جنبش نہ ہوئی۔

"ماہ جبین، سوال کا جواب دو۔" اب کی بار آواز بلند ہوئی۔

ماہ جبین نے ہولے سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ سرمئی کٹورے نمکین پانی سے بھرے ہوئے تھے۔ رابعہ بیگم ٹھٹکیں۔

"کیا ہوا ہے ماہ؟" لہجہ خود بخود نرم ہوتا چلا گیا۔

وہ آگے بڑھتے ہوئے ان سے لپٹ کر رونے لگی۔ رابعہ بیگم اب پریشانی سے اس کے بھورے بال سہلا رہی تھیں۔ وہ ایسے تو کبھی نہیں روئی تھی جیسے اب رو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

”ماہ بیٹے، مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟ کسی نے کچھ کہا ہے؟“ اس کا چہرہ اوپر کرتے پیار سے پوچھا البتہ ان کے اپنے چہرے پر اضطراب چھا رہا تھا۔

”مجھے، مجھے معراج سے شادی کرنی ہے۔ میں ان سے محبت کرتی ہوں۔“ زکام زدہ بوجھل آواز میں کہا اور گویا دھماکہ کر دیا۔

رابعہ بیگم ساکت ہوئیں۔ آنکھیں بے یقینی سے پھیل گئیں۔ انہیں اپنی سماعتوں پر شبہ ہوا۔ وہ چند لمحے اس کا چہرہ اس امید کے ساتھ تکتی رہیں آیا کہ وہ اپنا بیان بدل لے، اپنے الفاظ کی تصحیح کر لے مگر وہ چہرہ اٹھائے انہیں تاثرات کے ساتھ انہیں دیکھ رہی تھی۔

وہ ایک دم سے اسے خود سے دور کر گئیں۔

”تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے بیوقوف لڑکی۔“ آواز اتنی بلند تھی کہ وہ سہم کر انہیں دیکھنے لگی۔

"اماں.." وہ منمنائی۔

"چپ ہو جاؤ۔ تمہیں پوری دنیا وہ ایک شخص ہی ملا تھا یہ خرافات پالنے کے لیے۔ کچھ عمر کا ہی لحاظ کر لیتی۔ تم سے پندرہ سال بڑا ہے وہ۔ ایک ناکام شادی بھگتا چکا ہے۔" وہ اب اسے بازو سے پکڑ کر جھنجھوڑ رہی تھیں۔

ماہ جبین ان کے جملوں پر لب بھینچ کر اپنا بازو چھڑواتی کمرے سے باہر کی جانب بھاگی۔

رابعہ بیگم سرعت سے اس کے پیچھے بڑھیں۔ اس سے کچھ بعید نہ تھی سب کے سامنے جا کر اپنی خواہش کا ببانگ دہل اظہار کر دیتی۔

کمرے سے نکل کر وہ راہداری میں داخل ہوئی جب آگے سے آتے وہاج سے برے طریقے سے ٹکرائی۔ وہاج نے اسے بازو سے پکڑ کر گرنے سے بچایا۔ ماہ جبین نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم رو کیوں رہی ہو، ماہ؟" پریشانی سے اس کی سرمئی بڑی بڑی آنکھوں میں تیرتے آنسو دیکھ کر پوچھا۔

تب ہی رابعہ بیگم منظر پر آئیں۔ وہ ایک ہی جست میں وہاج کا بازو تھام کر اس سے پیچھے چھپی۔

"اس کے پیچھے کہاں چھپ رہی ہو۔ ذرا میرے سامنے آؤ۔ تمہارا خراب ہو چکا دماغ درست کروں۔" وہ سخت مشتعل تھیں۔

وہاج نے الجھن بھرے تاثرات کے ساتھ معاملہ سمجھنے کی کوشش کی۔ وہ اکثر ان سے بچنے کے لیے اس کے پیچھے چھپ جایا کرتی تھی مگر آج کچھ مختلف تھا!

"ہوا کیا ہے پھوپھو؟" ایک نظر ساتھ لگی ماہ جبین کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو اس کے بازو کو جکڑ کر رکھے ہوئے تھی۔

''اس سے پوچھو۔ کیا کہہ رہی ہے؟ میں تو حیران ہوں اس کی خواہش سن کر۔ ذرا شرم نہ آئی ایسی خواہش کو دل میں رکھ کر اور اب ڈنکے کی چوٹ پر اظہار بھی کر رہی ہے۔'' وہ مسلسل بول رہی تھیں۔ چہرہ غصے سے سرخ پڑنے لگا تھا۔

''کیسی خواہش؟'' ماہ جبین کی مضبوط ہوتی گرفت محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

''معراج کو پسند کرتی ہے۔ اس سے شادی کرنا چاہتی ہے۔'' سخت نظروں سے ماہ جبین کو گھورتے ہوئے کہا۔

جملہ تو ادا ہو چکا تھا مگر وہ چند الفاظ کسی کی دنیا تہ و بالا کر گئے تھے۔ کسی کے جسم سے ایک جھٹکے سے روح کھینچ کر لے گئے تھے۔ کسی کی چاہتوں سے بنائی گئی دنیا میں قیامت برپا کر گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

رابعہ بیگم نے آگے بڑھتے ہوئے اسے کھینچ کر وہاج کے پیچھے سے نکالا اور ہاتھ پکڑ تیں کمرے میں لے جانے لگیں۔

"چھوڑیں اماں۔" ہاتھ چھڑوانے کی سعی کرتے اس نے مڑ کر امید بھری نظروں سے اسے دیکھا جو کسی بیابان میں کڑی دھوپ میں کھڑے ایک مجسمے کا منظر پیش کر رہا تھا۔

وہ چلی گئی مگر وہ کتنے ہی پل اس جگہ بے حس و حرکت کھڑا رہا۔

"معراج کو پسند کرتی ہے۔اس سے شادی کرنا چاہتی ہے۔" آواز تھی کہ گویا پگھلا ہوا سیسہ جو کانوں میں انڈیل دیا گیا تھا۔

"تمہارے بھائی کتنے ہینڈسم ہو گئے ہیں۔"

"کتنی مرتبہ کہا ہے، انہیں بھائی کہا کرو۔ عمر میں بڑے ہیں تم سے۔"

بے جان وجود میں جنبش ہوئی۔ وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ آہستہ سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا نیچے کی جانب بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

راہداری میں موجود ایک کمرے کے کھلے دروازے کو کسی نے بہت آہستگی سے بند کیا۔

اب راہداری بالکل خاموش تھی۔ کسی طوفان سے پہلے آنے والی دبیض خاموشی کی طرح!

ڈائننگ ہال میں رات کے کھانے کا دور دورہ تھا۔

سب محویت سے کھانا کھا رہے تھے۔ فضا میں کانٹوں اور چمچوں کی آواز گونج رہی تھی۔

سربراہی نشست پر الطاف صاحب جبکہ دائیں جانب رابعہ بیگم تھیں۔ بائیں جانب معراج، اس کے ساتھ سنبل بیٹھی تھی۔ رابعہ بیگم کے ساتھ والی کرسی جہاں عموماً ماہ جبین بیٹھتی تھی، آج وہ خالی تھی۔ وہاج آخر میں سر جھکائے بیٹھا پوری طرح سے کھانے کی پلیٹ پر جھکا ہوا تھا۔

"اب طبیعت کیسی ہے ماہ جبین کی؟" الطاف صاحب نے کھانے سر اٹھا کر بہن کو مخاطب کیا۔

"بہتر ہے، بس سر میں درد ہے۔" رابعہ بیگم کی جانب سے نگاہیں چرائی گئیں۔

جواباً الطاف صاحب نے سر ہلایا۔

معراج نے جھکے سر کے ساتھ ہی نظر اٹھا کر سامنے لگی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھے اپنے بھائی کو دیکھا جس نے صرف ماہ جبین کے ذکر پر ایک مرتبہ سر اٹھایا تھا اور اس ذکر کے اختتام پر وہ دوبارہ سر جھکا گیا۔

"معراج بھائی، آپ کے سامان میں سے ایک کتاب لے لوں۔" ساتھ بیٹھی سنبل نے بڑے مان سے پوچھا۔

معراج دل کھول کر مسکرایا۔ گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"تمہیں انکار نہیں کر سکتا پیاری لڑکی۔" وہی مدھم لہجہ اور بھاری گھمبیر آواز۔

www.novelsclubb.com

الطاف صاحب کے چہرے پر آنے والی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔ وہاج نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا۔

سیاہ رنگ کی ٹی شرٹ جس میں صاف رنگت کچھ اور نکھر رہی تھی۔ سیاہ گھنے بال جو کچھ لاپرواہ سے تھے۔ سیاہ گہری آنکھیں اور وجاہت کی مجسم صورت وہ مرد!

صنف مخالف باآسانی اس شخص کی جانب متوجہ ہو سکتی تھی۔ اگر ایک مرد ہو کر اس کی نظر ٹھہر سکتی تھی تو وہ تو ایک لاابالی، جزباتی سی لڑکی تھی۔ اس کا کیا ہی قصور تھا ان سب میں۔

وہ ہر چیز کا ہوش بھلائے ٹکٹکی باندھے سنجیدہ چہرے کے ساتھ معراج کو دیکھ رہا تھا۔

نظروں کی تپش محسوس کرتے معراج نے بھی سر اٹھایا۔ دونوں کی نگاہیں ملیں اور وہاج سرعت سے رخ موڑ گیا۔

"تمہاری طبیعت تو درست ہے نہ وہاج؟" الطاف صاحب نے اس کے بکھرے حلیے اور غائب دماغی کو فوکس کرتے ہوئے سوال داغا۔

www.novelsclubb.com

"جی" مختصر جواب دیتا وہ پلیٹ پر مزید جھک گیا۔

اس تھپڑ کے بعد سے یہ ان کے درمیان پہلی گفتگو تھی۔ ماہ جبین بہت جلد ان کی صلح کروا دیتی تھی کیونکہ یہ نوک جھوک ان کی زندگی کا خاصا تھی۔ الطاف آغا اکثر اس پر برس پڑتے تھے مگر آج صلح کرانے کے لیے وہ موجود نہ تھی۔

کھانے سے فارغ ہو کر وہ اپنی پھوپھو کے پیچھے باورچی خانے تک آیا۔

"آپ نے اسے مارا ہے؟" سادگی سے سوال پوچھا حالانکہ وہ جانتا تھا اسے یہ پوچھنے کا حق نہیں تھا۔ وہ ماں تھی، سو دفعہ مار سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"نہ مارتی تو اس وقت اپنے ماموں کے سامنے کھڑی وہی الفاظ دہرا رہی ہوتی۔ میں کیا منہ دکھاتی اپنے بھائی کو۔" پلیٹیں سنک میں رکھتیں وہ سنجیدگی سے گویا ہوئیں۔

''پسند کر لینا جرم تو نہیں پھوپھو۔ مذہب بھی تو اس بات کی اجازت دیتا ہے۔'' وسط میں پڑی میز کے پاس کھڑا وہ سر جھکائے اس پر آڑھی ترچھی سی لکیریں کھینچ رہا تھا۔ آواز مدھم تھی۔

''میں مانتی ہوں مذہب اجازت دیتا ہے مگر عورت کی شخصیت کا ایک وقار ہوتا ہے۔ وہ اعلانیہ طور پر یوں اپنی محبت کا اظہار کرتی اچھی نہیں لگتی۔'' اب کی بار تحمل کا مظاہرہ کیا گیا۔

پیچھے کھڑا وہاج تو لفظ **محبت** پر اٹک کر رہ گیا۔ کیا وہ اس شخص سے محبت کرتی تھی جس سے اس نے دنیا میں سب سے زیادہ نفرت کی تھی۔

کیا بات پسندیدگی کی نہیں بلکہ محبت کی تھی۔ اور کیا ہوتا اگر وہ لڑکی محبت کی آگ میں جلتے ہوئے عشق کا سفر بھی طے کر لیتی۔ وہاج آغا اپنی خاموش محبت اور ان گنت جزبات کا تابوت لے کر دنیا کے کس کونے میں پناہ تلاش کرتا؟

فضا میں گھٹن کا احساس کچھ بڑھنے لگا۔اس نے ہاتھ گردن تک لے جا کر اسے مسلا۔ پھر ایک بوجھل سانس ہوا کے سپرد کی اور شکستہ قدموں سے باہر نکل گیا۔یہ کیسی آزمائش تھی،وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔

کمرے میں خوابناک ساماحول تھا۔زرد بتی روشن تھی۔

بالکونی کی کھڑکی پر لگے پردوں نے اسے مکمل طور پر ڈھکا ہوا تھا۔بستر کی جانب آئیں تو وہاں کوئی وجود گردن تک لحاف اوڑھے کروٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔آنکھیں بند تھیں۔سانسیں مدھم تھیں۔

چند لمحے سرکے جب دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔مزید چند لمحے اور دروازہ بغیر آواز کے کھلتا چلا گیا۔اندر داخل ہونے والے وجود نے پہلی نظر بستر پر ڈالی اور ہاتھ بڑھا کر کمرے کے تمام بتیاں روشن کر دیں۔

گہرا سانس بھرا اور قدم بیڈ کی جانب بڑھا دیے۔

"ماہ؟" یہ آواز، یہ لہجہ تو کسی اپنے کا تھا۔آنکھیں زور سے بند کیے لیٹی وہ پٹ سے آنکھیں کھول گئی۔ایک جھٹکے سے اٹھی اور آنے والے کو دیکھنے لگی۔وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا، سنجیدہ مگر گہری نظروں سے۔

چند لمحے اسے دیکھتے رہنے کے بعد ماہ جبین نے ایک ہاتھ آہستہ سے اس کی جانب بڑھایا۔

وہ اس کی ادا پر بے ساختہ مسکرایا اور اس کا ہاتھ نرمی سے تھامتے ہوئے اس کے برابر آ بیٹھا۔

"کھانا لاؤں تمہارے لیے؟" گردن موڑ کر اسے دیکھا۔آنکھوں میں نرمی تھی۔

"نہیں۔" بھاری، بوجھل آواز۔ یقیناً وہ روتی رہی تھی۔

چہرے سے ہوتی ہوئی نظریں اس کے ہاتھوں پر گئیں جنہیں وہ بے دردی سے مسل رہی تھی۔ وہ جانتا تھا ایسی حرکت وہ اضطراب کے عالم میں کرتی تھی۔

"مت کرو۔" اس کے ہاتھوں کو ایک دوسرے سے جدا کرتے ہوئے کہا۔

"کیا کسی کو پسند کرنا اتنا بڑا جرم ہے؟" آنسوؤں سے لبریز آنکھیں اس کے چہرے پر مرکوز کیں۔

وہاج کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ اب وہ اسے کیا بتاتا، پسند تو وہ بھی کر بیٹھا تھا۔ جرم نہیں بلکہ جرمِ عظیم کر بیٹھا تھا۔

"ایسی بات نہیں۔" مدھم لہجے میں کہا اور اس کے دلکش چہرے کو بغور دیکھا۔

www.novelsclubb.com

سرمئی آنکھیں بخار کی حدت سے سرخ ہو رہی تھیں۔ بال چہرے کے اطراف میں بکھرے پڑے تھے۔ کاجل کی باریک لکیر آج آنسوؤں کے ساتھ بہ نکلی تھی۔

''تم میری مدد کرو گے نا۔ وہ تم سے بہت محبت کرتے ہیں۔ تم ان کو منالو۔ وہ مجھ سے شادی کر لیں۔ میں۔۔۔'' وہ تیزی سے بولتی ایک لمحے کے لیے رکی ''میں ان کے بغیر نہیں رہ سکتی۔'' تھکے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے کندھے پر سر رکھتی رونے لگی۔

وہاج آغا کو آج، اس وقت، اس لمحے شدت سے احساس ہوا تھا کہ صبر کیا تھا۔ تین حروف پر مشتمل یہ ایک لفظ کس قدر وزن رکھتا تھا کیوں صبر کرنا اتنا کٹھن تھا اور کیوں اس کا اجر اتنا زیادہ تھا۔

''سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' اس کے ہاتھ پر دباؤ بڑھاتے بڑے ضبط سے تسلی دی جبکہ دل ہر گزرتے لمحے کے ساتھ کئی حصوں میں تقسیم ہو رہا تھا۔

اس کی اپنی آنکھیں کس لمحے نم ہوئیں اسے خود بھی اندازہ نہ ہوا۔ وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ تکلیف وہاج کو اس سے زیادہ محسوس ہو رہی تھی۔

چند گھڑیاں آگے سرکیں جب اسے اپنے دائیں بازو پر گرم سانسیں محسوس ہوئیں۔
گردن موڑے، جھکا کر اسے دیکھا تو وہ سو چکی تھی۔ وہ کئی لمحے یوں ہی اس کی بند آنکھوں کو دیکھتا رہا۔ پھر اپنے وجود کو جنبش دیتے اس کے سر کو تکیے پر منتقل کیا۔
بیڈ سے اترا اور مڑ کر اس پر لحاف درست کیا۔ ایک آخری نظر اس کے چہرے پر ڈالی اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

کمرے میں ایک مرتبہ پھر خوابناک ماحول بن چکا تھا۔

دسمبر کا مہینہ تھا۔ سردی زور پکڑ چکی تھی۔ کراچی کا روشنیوں سے بھرا شہر رات کے وقت مزید روشنیاں بکھیر رہا تھا۔

اسی شہر کے ایک خوبصورت اور شاندار اپارٹمنٹ کی جانب آئیں جہاں تمام کام نمٹا کر وہ تھکے قدموں سے کمرے میں داخل ہوا۔

نظر سیدھی زمین پر پڑی جو آئینے کے سامنے کھڑی کانوں کو بھاری جھمکوں سے آزاد کر رہی تھی۔ وہ بے اختیار مسکرایا۔

چلتے چلتے اس کے عین پیچھے آ کھڑا ہوا۔ آئینے میں اس کا اور اپنا عکس دیکھا۔ وہ دونوں جاذب نظر لگ رہے تھے۔

کتنے ہی لمحے خاموشی کے حوالے ہوئے۔ وہ آنکھوں ہی سے اسے نہارتا رہا پھر آگے بڑھا اور اسے اپنے حصار میں لے گیا۔ ٹھوڑی اس کے کاندھے پر ٹکائی۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔" گھمبیر بھاری آواز میں سرگوشی کی۔

زرمین یوں ہی اپنے کام میں مصروف رہی اور ہاتھوں سے چوڑیاں اتارنے لگی۔ وہ دونوں کچھ ہی دیر پہلے زرمین کے بھائی کی شادی سے واپس لوٹے تھے۔

"لاؤ میں اتار دیتا ہوں۔" اسے چوڑیاں اتارتا دیکھ ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ تھام لیے اور نرمی سے چوڑیاں اتارنے لگا۔

وہ اب نظریں اٹھائے سنجیدگی سے اس کا عکس دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پر مدھم مسکراہٹ تھی۔ انداز مصروف سا تھا۔ جیل سے سیٹ کیے بال اب بکھر چکے تھے۔ سیاہ تھری پیس سوٹ جس کا کوٹ وہ اتار چکا تھا اور اب سفید ڈریس شرٹ میں ملبوس تھا۔ کف کہنیوں تک موڑ رکھے تھے۔

وہ اس قدر وجیہ تھا کہ اس سے نظریں ہٹانا ایک مشکل امر تھا۔

"کیا دیکھ رہی ہو؟" نظروں کا ارتکاز محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

"تم ایک خوبصورت مرد ہو۔" وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں بولی۔

"تعریف کے لیے شکریہ۔بیوی کے منہ سے ایسے جملے زیادہ اچھے لگتے ہیں۔" وہ اب اس کے ہاتھوں کی پشت کو چوم رہا تھا۔

"لیکن تمہارا دل خوبصورت نہیں ہے۔" اگلا جملہ ادا ہوا۔

معراج کی مسکراہٹ معدوم ہوئی۔ نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔اس نے نرمی سے اس کے ہاتھ چھوڑ دیے اور سامنے سے ہٹ گیا۔قدم باتھ روم کی جانب بڑھائے جب اس کی تیکھی آواز کانوں تک پہنچی۔

"تم نے آج صائم کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔اسے نظرانداز کر کے کیا ثابت کرنا چاہتے تھے؟ تمہیں اندازہ نہیں ہے مجھے کس قدر شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔" ماتھے پر ہزاروں بل ڈالے وہ اس سے کہنے لگی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

معراج ایڑیوں کے بل پیچھے مڑا۔

"میں نے نہیں، اس نے مجھے نظرانداز کیا۔" دو قدموں کا فاصلہ مٹا کر اس کے سامنے آیا

"تمہارے لیے اپنے شوہر سے زیادہ وہ دوست اہم نہیں ہونا چاہیے۔" لہجے میں سختی نہیں تھی، سرد پن تھا۔

بات گھوم پھر کر وہی رک گئی تھی جہاں ہر روز کی بحث کے نتیجے میں رک جایا کرتی تھی۔

وہ سب کچھ ٹھیک کرنا چاہتا تھا۔ قدرت نے اسے بیوی کی صورت ایک رشتہ نصیب کیا تھا، وہ اس رشتے کو کھونا نہیں چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میرے لیے وہ تم سے زیادہ اہم ہے کیونکہ وہ میری عزت کرتا ہے۔ میری ہر بات کا مان رکھتا ہے۔" وہ تیش کے عالم میں چیخی۔

”کیا، کیا میں تمہاری عزت نہیں کرتا؟ کیا میری نظروں میں تمہارے لیے احترام نہیں ؟“ وہ اس کی بات پر چونکا پھر حیرت سے آنکھیں پھیلائے اس سے سوال کرنے لگا۔

”مجھے کبھی وہ احترام محسوس نہیں ہوا۔“ سر جھٹک کر نخوت سے کہا۔

معراج نے افسوس سے اسے دیکھا۔ وہ بغیر کسی مقصد کے اس سے لڑ رہی تھی۔ آخر وہ چاہتی کیا تھی؟

”کیا چاہتی ہو؟ میں روز کے اس جھگڑے سے تنگ آگیا ہوں۔ میں ایک غیرت مند اور باعزت مرد ہوں اور اتنا آزاد خیال ہرگز نہیں ہوں کہ اپنی بیوی کے منہ سے ایک نامحرم کی شان میں قصیدے سن سکوں۔“ وہ صاف الفاظ میں بات کرنے لگا۔

”اسے غیرت مندی نہیں کہتے بلکہ یہ تمہارے دماغ کی گندگی۔۔۔۔“

”زرمین معراج“اس کے چہرے پر جھکا اسے دونوں بازوؤں سے جکڑے وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سرد لہجے میں پھنکارا،ان دو الفاظ سے بہت کچھ باور کروایا۔ان الفاظ کے معانی پر زور دیا۔

اس کی نظروں پر وہ خائف ہوتی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔سیاہ گہری آنکھیں اس پر اعتماد لڑکی کو ہڑ بڑانے پر مجبور کر گئیں۔

”مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا۔“مدھم آواز اور سیدھا سا جملہ۔

معراج جو اس کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھے اسے سرد تاثرات کے ساتھ گھور رہا تھا، اسے اپنی سماعتوں پر شبہ ہوا۔وہ ایک قدم پیچھے ہٹتا بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔بازو خود بخود آزاد ہو گئے۔

”صائم مجھے پروپوز کر چکا ہے۔وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔“مزید اضافہ کیا اور پہلی مرتبہ سامنے کھڑے مرد کی آنکھوں میں سرخی اترنے لگی۔جبڑے سختی سے بھینچ گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آگے بڑھتے ہوئے اس کی کلائی تھامی اور گھما کر اس کی پشت اپنے سینے سے لگائی۔اس کی شفاف گردن جس میں نفیس چین تھی، اسے اپنے بازو کے شکنجے میں لیا اور اپنا گال اس کے سر کے ساتھ جوڑ لیا۔

"تمہاری بات نا قابل برداشت ہے زرمین۔کیا ہی ہو جائے اگر میں گرفت مضبوط کر کے تمہاری سانسیں روک دوں۔" آواز اس قدر سرد تھی کہ زرمین کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔

"معراج میں، میں بیوی ہوں تمہاری۔" لڑکھڑاتے لہجے میں بمشکل کہا۔ گردن کے گرد بازو کو گرفت مضبوط ہو رہی تھی۔

معراج ایک دم رکا۔یہ وہ کیا کر رہا تھا؟ ایسا قدم اٹھالیتا تو اپنے باپ کا سامنا کیسے کر پاتا۔ اپنے بھائی کے لیے کیا ہی مثال قائم کرتا۔

وہ ایک جھٹکے سے اسے چھوڑتا ایک دم رخ موڑ کر گہرے سانس بھرنے لگا۔اشتعال تھا کہ بڑھتا جارہا تھا۔اس کی بیوی اس کے سامنے کھڑی کسی دوسرے مرد کی اپنے لیے پسندیدگی کا اقرار کررہی تھی۔بات ناقابل برداشت ہی تو تھی۔

"تم نے جواب نہیں دیا۔" جھٹکے سے سنبھلتی زرمین نے خاموشی کے وقفے کو طویل ہوتا دیکھ پوچھا گویا اب بھی ہار نہ مانی۔

"دفع ہو جاؤ۔"ہلکی آواز۔

www.novelsclubb.com

"معراج میں۔۔۔"

"دفع ہو جاؤ۔"اب کی بار مڑ کر وہ سرخ چہرے کے ساتھ دھاڑا۔

زرمین سہم کر دو قدم پیچھے ہٹی۔معراج کا یہ رخ اس نے ان دو ماہ میں کبھی نہ دیکھا تھا۔وہ بے اختیار اس سے خوف کھانے لگی۔وہ مرد تھا،غصے میں کچھ بھی کر سکتا تھا۔قدم آگے بڑھاتی وہ اس کے ساتھ سے ہوتی تقریباً بھاگتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔

وہ دن اور اس کے بعد ان کی ملاقات نہیں ہوئی۔اس کے گھر والے مسلسل طلاق کا مطالبہ کرتے رہے۔بلاآخر تنگ آکر معراج نے یہ مشکل فیصلہ لیا اور طلاق کے کاغذات اس کے گھر بھجوا دیے۔

وہ جانتا تھا،اس کی سابقہ بیوی موقع ملتے ہی اس صائم نامی بلا سے نکاح کر چکی ہو گی۔

یہ وہ دن تھا جب کاغذات پر دستخط کرتے ہوئے پہلی مرتبہ معراج آغا کی آنکھ سے آنسو نکلا تھا۔دل میں درد کی ٹھیس اٹھی تھی۔وہ ایک مرتبہ ٹوٹ کر بکھر گیا تھا۔

پورے کمرے میں سگریٹ کا دھواں پھیل چکا تھا۔وہ کرسی پر بے ترتیب سا بیٹھا کش پر کش لے رہا تھا۔

ماضی کی یادیں آج ایک مرتبہ پھر ذہن کے پنہاں کونوں سے نکل کر منظر عام پر آنے لگی تھیں۔اس کا ثبوت اضطراب کے عالم میں اندر اترتا وہ دھواں تھا جو دل کی دنیا کو جلا کر راکھ کر رہا تھا۔

چند لمحے سرکے، وہ یوں ہی بیٹھا چھت کو تکتا رہا جب یک دم کمرے کا دروازہ کھلا۔ اس نے چونک کر اس طرح اندر داخل ہونے والے شخص کو دیکھا۔

میں نے سمجھا تھا کہ تو ہے تو درخشاں ہے حیات
تیرا غم ہے تو غمِ دہر کا جھگڑا کیا ہے
تیری صورت سے عالم میں بہاروں کو ثبات
تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے
تو جو مل جائے تو تقدیر نگوں ہو جائے
یوں نہ تھا میں نے فقط چاہا تھا یوں ہو جائے
اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا
راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا

www.novelsclubb.com

~فیض احمد فیض

وہ گہری نیند میں تھی۔کمرے کی خاموش فضا میں گونجتی اس کی بھاری سانسوں کی آواز اس بات کا پتا دے رہی تھی۔پردے برابر تھے اور اے سی کی کولنگ سے کمرہ ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔

چند لمحے بیتے جب وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ہڑبڑا کر ادھر ادھر دیکھا۔وہ اپنے کمرے میں تھی۔

ماتھے پر ہاتھ پھیر کر پسینے کے چند قطرے صاف کیے۔لحاف اتار کر ایک طرف کیا اور چپل اڑستی کمرے کے دروازے کی جانب بڑھی۔انداز میں اضطراب واضح تھا۔راہداری میں داخل ہوتے ہی اس کے قدم ایک کمرے کی جانب تھے جہاں رک کر ہی اس نے دم لیا۔بغیر دستک دیے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا اور کھول کر اندر داخل ہوئی۔

سامنے ہی وہ کمرے میں موجود ایک طرف رکھی کرسی پر بیٹھا تھا۔اسے دیکھ کر چونکا اور بے اختیار سیدھا ہوا۔

کلون اور سگریٹ کی ملی جلی خوشبو ماہ جبین کے نتھنوں سے ٹکرائی مگر وہ ان سب سے بے نیاز صرف سامنے بیٹھے شخص کو یک ٹک دیکھنے لگی۔

دوسری جانب معراج نے اس سے نظریں ہٹا کر دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھا جو رات کے بارہ بجا رہی تھی۔سیاہ آنکھوں نے دوبارہ اس لڑکی کے چہرے تک کا سفر طے کیا۔چہرے سے ہوتی ہوئی نظریں اس کے حلیے پر رکیں۔

گھنگریالے بال جو ہمیشہ لمبی چٹیا میں مقید ہوا کرتے تھے، آج بکھرے پڑے تھے۔سیاہ سادہ سی شلوار قمیض اور ڈوپٹہ ندارد!

"آپ، میں۔۔۔"لب ہلے، حلق سے آواز برآمد ہوئی مگر جو وہ کہنا چاہتی تھی وہ اتنا آسان نہیں تھا، اس بات کا اندازہ اسے اس کے سامنے آنے کے بعد ہوا تھا۔

"میں، تم کیا؟"وہ اب کرسی سے اٹھ رہا تھا۔ہاتھ میں سگریٹ اب بھی موجود تھی۔

"آپ کسی اور سے شادی کیسے کر سکتے ہیں؟" ایک نظر اس کے ہاتھ میں موجود سگریٹ کو دیکھ کر کہا۔

"کسی اور سے مراد؟ مجھے کس سے شادی کرنی ہے؟" جھک کر سگریٹ کو چھوٹی میز پر پڑی ایش ٹرے میں بجھایا اور قدم اس کی جانب بڑھائے۔

"آپ اس قدر غافل نہیں ہو سکتے۔ مجھے یقین ہے آپ غافل نہیں۔" اس کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ وہ بے اختیار کہہ بیٹھی۔

"جانتی ہو میری پہلی شادی ناکام کیوں ہوئی۔" وہ دو قدموں کے فاصلے پر رکا۔ لہجہ سنجیدہ تھا۔

www.novelsclubb.com

”مجھے فرق نہیں پڑتا۔“اس کی آنکھوں میں دیکھتے مضبوط لہجے میں کہا جبکہ ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لی گئیں۔

”اس کے نزدیک میں ایک خوبصورت مرد تھا مگر میرا دل خوبصورت نہیں تھا۔“سیاہ غلافی آنکھوں میں کچھ چمکا۔

ماہ جبین کو پہلی مرتبہ غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔

”کتنی محبت کرتی ہو مجھ سے؟“ایک قدم کا فاصلہ سمیٹا اور اس کے عین سامنے آکھڑا ہوا۔

”محبت الفاظ کی محتاج کبھی نہیں رہی معراج۔“اس کی سرخ پڑتی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔

معراج پہلی بار ٹھٹکا۔اس سے پندرہ سال چھوٹی اس لڑکی نے اسے نام سے پکارا تھا۔یہ شاید بدتمیزی کے زمرے میں آتا تھا مگر اسے اپنا نام زندگی میں پہلی مرتبہ اچھا لگا۔

www.novelsclubb.com

"تم بہت پیاری ہو ماہ۔" یک ٹک اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے وہ بے اختیار آگے بڑھا۔ فاصلہ سمٹنے لگا۔ ماہ جبین گھبرا کر دروازے کے ساتھ لگ گئی۔ وہ اب اس کے چہرے کے دونوں اطراف میں ہاتھ رکھے اس کے کان کے قریب جھکا تھا۔

"میرا نام دوبارہ لو ماہ۔" کان کے قریب ہوئی سرگوشی اور اس کی گرم سانسیں وہ بہت قریب سے محسوس کر رہی تھی۔
بھینچی ہوئی مٹھیاں مزید سخت ہوئیں یہاں تک کہ ناخن جلد میں پیوست ہونے لگے۔
اس پر وقار اور شاندار سے مرد سے وہ ایسی توقع کبھی نہیں رکھ سکی تھی۔ جسے دور سے دیکھ کر ہی حواس سلب ہو جاتے تھے وہ یوں قریب آ کھڑا ہو گا تو اس لڑکی پر کیا گزرے گی۔

"معراج۔" کانپتی آواز جس میں التجا تھی۔

وہ یوں ہی خاموشی سے کھڑا رہا۔ماہ جبین کو اس کی خاموشی اور کمرے کی تنہائی سے خوف محسوس ہونے لگا۔اسے یہاں اس وقت،اکیلے ہر گز نہیں آنا چاہیے تھا۔

"آئندہ کسی نامحرم کے کمرے میں یوں اکیلی رات کے اس پہر کبھی داخل مت ہونا۔"

طویل خاموشی کے بعد نہایت سرد آواز میں کہا۔

ماہ جبین کا چہرہ جھک گیا یہاں تک کہ ٹھوڑی سینے سے جا لگی۔ تنفر تیز ہونے لگا۔رنگ سرخ پڑنے لگا۔

"انسان اور حیوان کے درمیان ایک باریک سی لکیر ہے جسے تم نفس کا نام دے سکتی ہو۔"

چہرہ پیچھے ہٹا کر اس کے جھکے سر کو دیکھا جو ایک انچ کے فاصلے پر تھا۔ماہ جبین کو سانس لینے میں دشواری ہونے لگی۔ ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئیں۔

”مجھے آپ سے محبت ہے۔“ جھکے سر کے ساتھ ہی جیسے احتجاج کرنا چاہا۔ آواز اتنی مدھم تھی کہ معراج بمشکل سن پایا۔

”محبت سے پہلے عزت کا درجہ آتا ہے ماہ۔ محبت پر سمجھوتا کیا جا سکتا ہے مگر عزت پر سمجھوتا کبھی مت کرنا۔ امید ہے تم محبت پر اپنی عزت نفس کو ترجیح دو گی کیونکہ باوقار لڑکیوں کو یہی زیب دیتا ہے کہ وہ محبت خیرات میں نہ مانگیں۔“ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں باور کرایا۔
ماہ جبین کا چہرہ اہانت سے سرخ پڑنے لگا۔ آس پاس آکسیجن کی کمی سی محسوس ہونے لگی۔

معراج چند لمحے اس کی آواز کا منتظر رہا، پھر ہاتھ بڑھا کر اسے بازو سے تھاما۔ ماہ جبین نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ سرمئی سوجی ہوئی آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ وحشت ناچنے لگی۔ معراج نے بازو سے کھینچ کر اسے ایک طرف کیا، دوسرے ہاتھ سے دروازہ پورا وا کیا اور اسے نرمی سے دہلیز کے پار کر دیا۔

"ماہ جبین بہت اچھی لڑکی ہے۔" اس کی آنکھوں میں دیکھتے اپنے الفاظ پر زور دے کر کہا اور دروازہ بند کر دیا۔

اس کا جملہ اپنے اندر بے شمار معانی سموئے ہوئے تھا۔ وہ ان سب معانی سے بخوبی آگاہ تھی۔

کچھ ساعتیں گزریں، دروازے سے نظریں ہٹا کر وہ پاؤں کو زحمت دیتی اپنے کمرے کی سمت چل دی۔

ذہن کی سکرین پر اس شخص کا چہرہ جیسے چپک کر رہ گیا تھا۔ بازو پر ابھی بھی اس کا لمس محسوس ہو رہا تھا۔ کان اور گردن پر اس کی گرم سانسیں ابھی بھی تازہ تھیں۔ اور اس کے الفاظ، وہ تو شاید تا عمر اس کو حفظ رہتے۔

www.novelsclubb.com

پیچھے معراج آغا نا جانے کتنی دیر دروازے کے ساتھ لگا کھڑا رہا۔ وہ اپنے نفس کو شکست دینے میں کامیاب ٹھہرا تھا ورنہ کمرے کی خاموشی، تنہائی، غم اور شیطان، سب ایک ساتھ دل و دماغ پر حملہ آور ہوئے تھے۔

اپنے کمرے کے بستر پر نیم دراز وہ کوئی کتاب پڑھ رہے تھے۔ نظر کا چشمہ ناک پر ٹکا رکھا تھا۔ چائے کا بھاپ اڑاتا مگ بیڈ سے منسلک میز پر پڑا تھا۔

سرمئی آنکھیں کتاب کے صفحے پر دائیں سے بائیں دوڑ رہی تھیں۔

چند لمحے سرکے جب دروازے پر دستک ہوئی۔

www.novelsclubb.com

”آ جاؤ۔“ مصروف سی آواز ابھری۔

مقابل نے دروازہ کھولا اور آہستہ سے اندر داخل ہوا۔ الطاف صاحب نے کتاب سے سر اٹھا کر آنے والے کو دیکھا۔ مقابل نے ایک نظر انہیں دیکھا، پھر سر جھکا کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ان کی جانب بڑھا۔ جھکے سر اور نظروں کے ساتھ ہی کتاب ان کے ہاتھ سے لے کر ایک

طرف رکھی اور سر ان کی گود میں رکھے بیڈ پر ان کے قریب ہی دراز ہو گیا۔الطاف صاحب جو اس کی ایک ایک حرکت پر غور کر رہے تھے،اس کی آخری حرکت پر مسکرا اٹھے۔

"مجھے معاف کر دیں بابا۔آپ کو ناراض کیا اور معافی مانگنے میں دیر کر دی۔" آواز بوجھل سی تھی۔

"باپ اپنی اولاد سے ناراض نہیں رہ سکتا۔" اس کے سیاہ گھنے بالوں میں ہاتھ چلا کر کہا۔

"ماما کی بہت یاد آ رہی ہے۔" آواز مزید بھاری ہوئی۔

الطاف صاحب چونکے۔

"کیا بات ہے وہاج؟" فکر مندی سے پوچھا۔

”جو ہمارا نصیب نہیں ہوتا، اللہ اس کی چاہت دل میں کیوں ڈالتا ہے بابا۔“ ایک آنسو آنکھ سے خاموشی سے آزاد ہو گیا۔

”تمہیں کیسے معلوم جس کی چاہ ہے وہ تمہارا نصیب نہیں؟“ آواز میں شفقت اور نرمی تھی۔

”کیونکہ چاہت تو دو طرفہ ہونی چاہیے نا مگر یہاں میں اکیلا اس موڑ پر کھڑا ہوں جس کے آگے کوئی رستہ ہی نہیں۔“ آنسو اب متواتر آنکھوں سے بہتے جا رہے تھے۔

”جانتے ہو ایمان کیا ہے؟ راستہ نا پا کر بھی راستے کی توقع رکھنا۔ خالی ہاتھ رہ کر بھی ان ہاتھوں کے بھر جانے کی امید رکھنا۔ صحرا میں تڑپتے ہوئے بھی پانی مل جانے کی آس لگائے رکھنا۔“ وہ ایک لمحے کے لیے رکے ”تم بھی ایمان رکھو۔ وہ بہترین سے نوازے گا۔ جو نہیں دیا اس سے دل پھیر دے گا۔ جو دے گا اس کی جانب دل لگا دے گا۔ بس ایمان رکھو۔ یہ نہیں

ڈگمگانا چاہیے۔ یہ کمزور پڑا تو زندگی تنگ ہو جائے گی بیٹا۔" لہجے کی نرمی اور الفاظ کی تاثیر وہاج کے زخموں پر مرہم کا کام کرنے لگی۔ وہ روتے ہوئے ہی آسودگی سے مسکرایا۔

چند لمحے لیٹے رہنے کے بعد سر اٹھایا۔ اس کا تر چہرہ دیکھ کر الطاف صاحب نے ہاتھ بڑھا کر اس کا چہرہ صاف کیا۔

"کس کی چاہت دل میں لیے بیٹھے ہو وہاج؟"

سرمئی آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں تھیں۔

"لاحاصل کی۔" بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

"مگر میں اللہ سے شکایت نہیں کروں گا۔ مجھے اس کا انتخاب دل کی گہرائیوں سے قبول ہے۔" مسکرا کر کہا۔

ان کے دونوں ہاتھ باری باری چومے اور ایک آخری نظر ان کے چہرے پر ڈالتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

www.novelsclubb.com

پیچھے الطاف آغا دل میں اس کے لیے دعا گو تھے۔

ان کے کمرے سے نکل کر وہ زینوں کی جانب بڑھنے لگا جب نظر ماہ جبین پر پڑی جو معراج کے کمرے کے دروازے کے سامنے سے ہٹتی لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھ رہی تھی۔

اس نے آواز دینا چاہی جب وہ اپنے کمرے کا دروازہ کھولتی منظر سے غائب ہو گئی۔اشتعال کی ایک شدید لہر اس کے وجود میں دوڑ گئی۔دل کسی خدشے کے تحت سکڑ کر پھیلا۔

وہ تیز تیز قدموں سے معراج کے کمرے کی جانب بڑھا۔بغیر دستک دیے اندر داخل ہوا۔

معراج رخ موڑے ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ دیے کھڑا تھا۔دروازہ کھلنے کی آواز پر پیچھے مڑا تو نظر وہاج سے ٹکرائی جو سنجیدہ نظروں سے کمرے کا جائزہ لینے کے بعد اب معراج کو سر تا پیر غور سے دیکھ رہا تھا۔

"میرا بھائی آج پہلی مرتبہ میرے کمرے میں آیا ہے۔ معجزے بھی اکثر ہو جایا کرتے ہیں۔" مسکراتی آواز میں کہا مگر نظریں جو اس کی سیاہ آنکھوں سے ٹکرائیں تو مسکراہٹ معدوم ہوتی چلی گئی۔

وہ آہستہ سے مڑتا سامنے کرسی پر واپس جا بیٹھا۔

"ماہ جبین سے دور رہیں۔ وہ جزباتی اور نادان ہے۔اس کی معصومیت کا فائدہ اٹھانے کی غلطی مت کیجیے گا۔" سرد لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے مڑا مگر قدم معراج کی آواز پر رک گئے۔

"محبت کرتے ہو اس سے؟" کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا وہ براہ راست اس سے پوچھ رہا تھا۔

"محبت سے پہلے عزت کرتا ہوں اور آپ سے بھی یہی توقع رکھتا ہوں کہ اس کی عزت کریں۔اس عمر میں محبت آپ کو ویسے بھی زیب نہیں دیتی۔"بغیر مڑے سنجیدگی سے کہا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا۔

اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو معراج اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی اس کا منہ توڑ دیتا مگر وہ وہاج تھا۔اس کا بھائی،اس سے مشابہت رکھنے والا۔وہ یوں ہی اس کے اذیت بھرے جملے مسکرا کر سہ جاتا تھا جیسا کہ اب مسکرا رہا تھا مگر مسکراہٹ کے ساتھ آنکھوں میں نمی بھی تھی۔

ہاں!اس کی عمر نہیں تھی کہ وہ کسی لڑکی سے محبت کرے۔

سردیوں کی ایک خوبصورت سہ پہر تھی۔ جنوری کے اوائل دن تھے۔ آسمان پر بادلوں کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلتا سورج موسم کو خوشگوار بنا رہا تھا۔

آغا مینشن اپنے ستونوں پر شان و شوکت کے ساتھ قائم و دائم تھا۔ باغیچے میں لگا پیپل کا درخت تن کر کھڑا تھا۔ اس کی چھاؤں میں لگا وہ لکڑی کا بینچ جس پر بیٹھا وہ اکیس سالہ لڑکا جو سر جھکائے اپنی پھوپھو کی باتیں سن رہا تھا۔

فاصلے پر گھر اور محلے کے بچوں کا وہی گروہ جو کھیل کود میں مصروف تھا مگر اس گروہ کا ایک فرد جس کی آنکھیں معراج کے چہرے پر ٹکی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"اپنے کمرے کو صاف رکھنا سیکھو۔ ملازمہ کو اور بھی بہت سے کام ہیں۔ وہ کیا سارا دن تمہارا کمرہ ہی صاف کرتی رہے۔"

رابعہ بیگم دس منٹ تک اس کے سر پر کھڑی ایک ہی بات پر اسے سناتی رہیں اور بالآخر اسے اکیلا چھوڑتیں اندر کی جانب بڑھ گئیں۔

وہ اب سر جھکائے لکڑی کے بینچ پر انگلی سے لکیریں کھینچ رہا تھا۔چند لمحے سر کے جب کوئی ہیولہ سا اس کے قریب آ رکا۔ معراج نے سیاہ آنکھیں ذرا اکی ذرا اٹھائیں۔ سامنے کھڑے وجود کے سائے پر نظر پڑی۔ دو پونیاں واضح ہوئیں۔

نظر اس سے اوپر کی جانب بڑھی۔ گھاس پر رکھے اس کے چھوٹے چھوٹے گلابی رنگ کے جوتے منظر پر آئے۔ مزید نظر اٹھی، ہلکے گلابی رنگ کی فراک، سفید رنگ کا سویٹر، بائیں ہاتھ میں پکڑی اونی ٹوپی اور دائیں ہاتھ کی مٹھی بند تھی۔ چہرہ معصوم اور وہی بڑی بڑی سرمئی آنکھیں

!

"اماں مجھے بھی بہت ڈانٹتی ہیں۔ تم پریشان مت ہو۔" تسلی دینے کے انداز میں کہا۔

ایک نظر پیچھے مڑ کر وہاج کو دیکھا جو سنبل کے ساتھ بحث میں مصروف تھا۔ وہ نظر بچا کر یہاں آئی تھی۔ معراج نے بھی اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا اور بے اختیار مسکرایا۔

"یہ کینڈی تم رکھ لو۔" بینچ پر اس کے برابر ٹکتے بند مٹھی کھول کر اس کے سامنے کی۔

معراج نے گردن موڑ کر اس کی ہتھیلی کی جانب دیکھا۔

"بہت شکریہ ماہ۔" ایسا پہلی مرتبہ تھا جب اس نے اسے ماہ جبین کی بجائے صرف ماہ کہہ کر پکارا تھا۔ اس معصوم سی سات سالہ بچی کو اس لمحے بھی اس کا ماہ کہنا بے حد اچھا لگا تھا۔ وہ کچھ دلچسپی سے اسے دیکھنے لگی۔

"تم نہیں کھاؤ گی؟" کینڈی کو لفافے سے آزاد کرتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں، یہ صرف تمہارے لیے ہے۔" کینڈی پر نظریں ٹکائے خشک لبوں پر زبان پھیر کر بڑے ضبط کے ساتھ کہا ورنہ دل کہاں آمادہ تھا۔

"لیکن اگر تم دینا چاہتے ہو تو میں کھا لوں گی۔" دل کی بات لبوں پر آئی۔

معراج بے ساختہ ہنس دیا۔

"وہاج کہتا ہے میں تم سے دوستی نہ کروں۔" کچھ یاد آنے پر وہ منہ بسور کر کہنے لگی۔

معراج نے چونک کر اسے دیکھا۔ حرکت کرتا ہاتھ تھم گیا۔

"تم نے کیا کہا؟" نظریں اس کی دو پونیوں پر رکیں۔ گھنگریالے بالوں کی یہ پونیاں اسے پسند تھیں۔

"میں نے کہا مجھے تم اچھے لگتے ہو۔" ماہ کی نظریں ابھی بھی اس کے ہاتھ میں موجود کینڈی پر تھیں۔

"اور وہاج کو؟" ایک نظر سامنے نظر آتے وہاج کو دیکھا۔

"اسے تم پسند نہیں ہو۔" کینڈی سے نظریں ہٹا کر اس نے بھی وہاج کو دیکھا اور منہ بسور کر اپنی بے بسی کا بھی اظہار کیا جیسے معراج کو پسند کرنا لازم تھا مگر وہاج نے الٹا قدم اٹھا لیا تھا۔

معراج نے لب بھینچ لیے۔آنکھوں میں اداسی اتر آئی۔کینڈی کو واپس ماہ جبین کے ہاتھ میں تھمایا۔

"تمہیں پسند ہے، تم کھاؤ۔"محبت سے اسے پچکارا اور بینچ سے اٹھتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

پیچھے ماہ جبین مزے سے کینڈی کھاتی اس کی پشت کو تک رہی تھی یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

"اٹھو ماہ جبین، یہ دوا کھالو۔"رابعہ بیگم نے دودھ کا گلاس اور چند گولیاں بیڈ سے منسلک چھوٹی میز پر رکھ کر اسے پکارا جو بستر پر بے سدھ پڑی تھی۔

ماہ جبین نے لحاف سے سر باہر نکالا اور بغیر انہیں دیکھے بستر پر نیم دراز ہوئی۔

اب وہ دوا کھا رہی تھی اور رابعہ بیگم خاموش نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"کب تک یوں ہی کمرے میں بند رہو گی؟" اس کے قریب ہی ٹکتے سنجیدگی سے پوچھا۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں۔" دودھ کا گلاس خالی کرتے جیسے انہیں یاد دلایا۔

"طبیعت نہیں بلکہ تمہارا دماغ ٹھیک نہیں۔ عمر کا ہی فرق دیکھ لیتی۔ اس کی عمر اتنی زیادہ نہیں لیکن تم ابھی چھوٹی ہو۔ مجھے اس کہانی کا کوئی سرا نظر نہیں آ رہا۔ بہتر ہوگا اگر تم اس خواہش کو دل سے نکال دو۔" وہ ایک مرتبہ پھر اسے لتاڑنے لگیں۔

ماہ جبین نے سوجی ہوئی سرمئی آنکھوں سے انہیں دیکھا جواب گلاس اٹھا رہی تھیں۔

''آج بابا میرے ساتھ ہوتے تو اپنے بیٹی کے لیے ضرور کچھ نہ کچھ کرتے۔انہیں میرے آنسو برداشت نہ ہوتے۔وہ پوری دنیا ماہ جبین کے قدموں میں لا کر رکھ دیتے مگر افسوس وہ یہاں موجود ہی نہیں۔''شکوہ کناں لہجہ اور آنکھیں۔

رابعہ بیگم کا ہاتھ ساکت ہوا۔ گردن موڑ کر اسے دیکھا جو ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کر رہی تھی۔وہ خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گئیں۔اب ان کا رخ الطاف آغا کے کمرے کی جانب تھا۔

جس نے باپ کی کمی پوری کرنے کا دعویٰ کیا تھا،آج اس کے امتحان کا وقت تھا۔

''میں چاہتی ہوں کہ آپ خود اس سے بات کریں۔اس کے بعد آپ کا جو فیصلہ ہو گا،ماہ جبین اسے ہر حال میں قبول کرے گی۔''ادب کے ساتھ مضبوط لہجے میں کہا۔

سامنے بیٹھے الطاف آغا کے چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں پھیلنے لگیں۔

''تم بے فکر رہو۔میں بات کرتا ہوں۔''انہیں تسلی دی اور کمرے سے نکل گ ئے۔

ماہ جبین کے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے دستک دی اور آہستہ سے دروازہ کھولتے اندر داخل ہوئے۔وہ بستر پر نیم دراز تھی۔

مرجھائی ہوئی رنگت، سرخ پڑتی سرمئی آنکھیں، سلوٹ زدہ کپڑے۔وہ کہیں سے بھی وہ شوخ چنچل سی ماہ جبین سلطان نہیں لگتی تھی۔

”کیا میری بیٹی کے پاس تھوڑا سا وقت ہوگا اپنے ماموں کے لیے؟“بستر کے قریب آتے ملائمت سے پوچھا۔

ماہ جبین کی آنکھیں ایک مرتبہ پھر نم ہوئیں۔اس نے آہستہ سے اثبات میں سر ہلایا۔

الطاف صاحب آگے بڑھتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھ گئے۔بستر پر ایک طرف بیٹھتے وہ خاموش نظروں سے اس کا چہرہ تکنے لگے۔

خاموشی کا وقفہ طویل تھا۔ماہ جبین کا سانس اٹکنے لگا۔

”پسند کرتی ہو میرے بیٹے کو؟“ چند ساعتوں بعد کمرے کی فضا میں ان کی بھاری آواز گونجی۔

ماہ جبین کا سر جھک گیا۔ وہ کترا رہی تھی۔

”جی۔“ ہمت مجتمع کرتی وہ بلاآخر اقرار کر گئی۔

”کیا چاہتی ہو اب؟“

”شادی.“ مدھم آواز میں کہا۔

”عمر کا فرق یاد ہے؟“

”مجھے فرق نہیں پڑتا۔“

"اس کی ناکام شادی یاد ہے؟"

"مجھے اس سے بھی فرق نہیں پڑتا۔" الفاظ وہی تھے جو پہلے دن سے ادا کرتی آرہی تھی۔

"وہ راضی نہ ہوا تو؟" جانچتی نظریں اس کے بمشکل نظر آتے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔اس کے برجستہ جوابات انہیں متاثر کرنے کے لیے کافی ثابت ہوئے تھے۔

اب کی بار ماہ جبین نے سر اٹھایا۔

"ماہ جبین ایک اچھی لڑکی ہے۔" اس کا معنی خیز جملہ کانوں کے پردے پر دستک دے گیا۔

"محبت سے پہلے عزت کا درجہ آتا ہے۔" اس نے حلق تر کیا۔

"تم بہت پیاری ہو ماہ۔" شیریں، کھوئی کھوئی سی آواز۔

ماہ جبین نے چند لمحوں کا وقفہ لیا۔

”میں ان کے فیصلے کی عزت کروں گی مگر میں چاہتی ہوں آپ ایک بار کوشش کریں۔ میرے لیے۔“ لہجے میں آس تھی، مان تھا، امید کا ایک چھوٹا سا جگنو!

”اپنے الفاظ پر قائم رہنا ماہ جبین سلطان۔ تم اس کے فیصلے کا احترام کرو گی۔“ ایک ایک لفظ پر زور دے کر جیسے اسے یہ بات ذہن نشین کروائی۔

ماہ جبین چند لمحے انہیں دیکھتی رہی، پھر سر کو ہولے سے اثبات میں جنبش دے گئی۔

یہ ایک مشکل کام تھا، نہایت کٹھن امر، مگر اس کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔

انسان بہت سے معاملات میں بے بس ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی زندگی کا اختیار بھی اس سے چھین لیا جاتا ہے۔ اس کی خوشی اور غم دوسروں کے ہاتھوں میں چلے جاتے ہیں۔

الطاف آغا نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ ماہ جبین نے ترچھی نگاہوں سے ان کے چپل میں مقید پاؤں کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"میں نے باپ بن کر پالنے کا وعدہ کیا تھا اور میں اپنے اس وعدے کو آخری سانس تک نبھاؤں گا۔ میرا بیٹا معراج میرے نزدیک ایک بہترین مرد ہے۔" مدھم لہجے میں کہا اور ایک آخری نظر اسے دیکھتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔ تاریکی ہر شے کو اپنی آغوش میں لے رہی تھی۔

سورج مغرب کے سفر پر نکل چکا تھا۔

اپنے کمرے کے صوفے پر وہ سر جھکائے بیٹھا تھا۔ کہنیاں گھٹنوں پر ٹکائے، ہاتھوں کی انگلیاں باہم پھنسائے چہرہ سنجیدہ تھا۔ گیلے بال جو قدرے ماتھے پر آ چکے تھے، ان سے پانی کے شفاف قطرے یکے بعد دیگرے بہتے جا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

وہ ابھی نہا کر ہی نکلا تھا جب کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی اور الطاف صاحب وہاج کے ہمراہ اندر داخل ہوئے۔

اب اس کے سامنے رکھی میز کے پار موجود ڈبل سیٹر صوفے پر بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے۔

الطاف صاحب کا چہرہ قدرے سنجیدہ تھا جبکہ وہاج میز کی سطح کو گھورنے میں مصروف تھا۔

سیاہ جینز پر سفید ٹی شرٹ پہنے وہ نوجوان چند ہی دنوں میں اجڑا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔

''یہ ماہ جبین کے ساتھ زیادتی ہے۔'' خاموش ماحول میں اس کی بھاری مخصوص لہجے سے بھری آواز گونجی۔

''یہ اس کی خواہش ہے معراج۔'' الطاف صاحب نے باور کرایا۔

www.novelsclubb.com

''میں نے اسے کبھی اس نظر سے نہیں دیکھا بابا۔ وہ عمر کے لحاظ سے مجھ سے بہت چھوٹی ہے۔ اس کی نادانی سمجھ کر بات ختم کر دیں۔'' مفاہمتی انداز میں کہتا وہ ایک سرسری سی نظر وہاج پر ڈال گیا جو بت بنا ساکت بیٹھا تھا گویا کمرے میں اکیلا موجود ہو۔

''تم میری خواہش کا احترام کرو گے اور میں نے اپنے بیٹے سے ہمیشہ یہی توقع رکھی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ معراج نے کبھی اپنے باپ کو شرمندہ نہیں ہونے دیا۔'' لہجے میں مان تھا۔

''ممکن ہے اس مرتبہ میں آپ کی بات کا پاس نہ رکھ سکوں۔'' وہاج سے نظریں ہٹا کر مدھم لہجے میں واپس ہاتھوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

''تمہاری مرضی ہے۔ زور زبردستی کرنے کی عمر نہ تمہاری ہے اور نہ ہی میری۔'' ایک گہرا سانس بھر کر وہ صوفے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور باہر کی جانب قدم بڑھا گئے۔

ان کے جاتے ہی وہاج نے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو ابھی بھی اپنے ہاتھوں کو گھور رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کس قدر خوبصورت نصیب تھا اس شخص کا جس کو چاہنے والی ماہ جبین تھی۔

چند لمحے خاموش نظروں سے اسے دیکھتا رہا پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اتنی آسانی سے اس سے دستبردار ہو جاؤ گے؟" معراج نے نظریں اٹھا کر اس کے نیم رخ کو دیکھا جو اس کی آواز سنتے ہی رک چکا تھا۔

"محبت میں زبردستی نہیں چلتی۔ اس کی چاہت کا میں دل و جان سے احترام کرتا ہوں۔ جزباتیت میں کوئی ایسا قدم اٹھانے کی غلطی نہیں کر سکتا جو اس پاک جزبے کی توہین کر ڈالے۔" ٹھہر ٹھہر کر کہتا وہ کمال ضبط کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ سیاہ آنکھوں کے گوشے سرخ ہو رہے تھے۔ انداز میں اضطراب جھلک رہا تھا۔

"میں اسے ڈیزرو نہیں کرتا۔ شاید اس کی اتنی قدر نہ کر پاؤں جتنی تم اس سے محبت کرتے ہو۔" الفاظ شکستہ سے ہونے لگے۔ بے بسی اپنے عروج کو چھونے لگی۔

''کیا میں آپ سے ایک گزارش کر سکتا ہوں؟'' وہ جو مکمل طور پر پلٹنے والا تھا ایک دم رکا، اس کی جانب مڑا اور سیاہ آنکھوں سے اسے دیکھا۔

معراج نے استفہامیہ انداز میں نگاہیں اٹھائیں۔

''اس سے شادی کر لیں۔ یوں اس کا دل مت توڑیں۔ اسے لاحاصل کی آگ میں جلنے سے بچا لیں۔ مجھے اس کے آنسو تکلیف دیتے ہیں۔ اگر وہ آپ کی وجہ سے تا عمر آنسو بہاتی رہی تو جیتے جی میں بھی مر جاؤں گا۔'' ملتجی انداز میں کہا اور سامنے بیٹھے سینتیس سالہ مرد کو لب بھینچنے پر مجبور کر دیا۔

آج پہلی مرتبہ اس بائیس سالہ لڑکے کی آنکھوں میں اپنے لیے غصے، نفرت، ناپسندیدگی اور ناگواری کے سوا کوئی ایک جزبہ دیکھا تھا اور وہ امید کا ایک جگنو تھا جو ان دو نفوس کے بیچ ایک لمحے میں روشن ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

معراج کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔اس کا بھائی قربانی دے رہا تھا تو تکلیف اسے کیوں محسوس ہو رہی تھی۔وہ آنسو روکے بیٹھا تھا تو آنکھیں اس کی کیوں نم ہو رہی تھیں۔

''مجھے منظور ہے۔''بوجھل، تھکن زدہ سانس فضا کے سپرد کی اور گویا ہتھیار ڈال دیے۔

وہاج نے ایک تشکر بھری نظر اس پر ڈالی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا۔

پیچھے معراج آغا بے شمار وسوسوں اور مستقبل کے خوف میں گھرا کتنی ہی دیر بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔

''مجھے تو یقین نہیں آرہا ماہ آپی۔آپ معراج بھائی کی دلہن بنیں گی۔''اشتیاق سے بستر پر پھیلے سرخ رنگ کے قیمتی جوڑے کو دیکھتی سنبل پرجوش سی کہنے لگی۔

ماہ جبین ایک جانب کمر پر ہاتھ ٹکا کر اس جوڑے کا جائزہ لے رہی تھی جبکہ ذہن میں معراج کا چہرہ اور اس کی اس رات کی جانے والی باتیں گردش کر رہی تھیں۔

گلابی رنگ کی شلوار قمیص جس پر سیاہ دھاگے کا کام تھا، سیاہ رنگ کا ڈوپٹہ جو عادت کے مطابق گردن سے ہو کر آگے کی طرف دونوں اطراف میں لٹک رہا تھا۔

اس مرد نے ماہ جبین کو ڈھکے چھپے الفاظ میں خاموش رہ جانے کو کہا تھا مگر وہ محبت کے معاملے میں خودغرض ثابت ہوئی تھی۔اسے ہر حال میں اس شخص کا ساتھ چاہیے تھا جو بچپن کی یادوں سے لے کر حال کے گزرتے لمحات میں بھی اس کا ساتھی بن چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"لیکن بابا اتنی جلدی شادی کیوں کر رہے ہیں؟" کچھ منہ بسور کر کہتی وہ گردن موڑ کر ماہ جبین کو سوالیہ اور الجھی نظروں سے دیکھنے لگی۔

جوڑے سے نظر ہٹا کر ماہ جبین نے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور مسکرائی۔

”کیونکہ انہیں واپس کراچی جانا ہے۔“ دروازے سے اندر داخل ہوتے وہاج نے سنجیدگی سے بتایا اور مہندی کا جوڑا آہستہ سے بیڈ پر رکھا۔

الطاف صاحب نے معراج کی رضامندی کو دیکھتے ہوئے جلد از جلد شادی رچانے کا فیصلہ لیا تھا جس کی تیاری شروع ہو چکی تھی اور مہندی کا فنکشن بھی رکھا جا چکا تھا۔

”میں کسی فوٹو گرافر کو نہیں بلاؤں گی کیونکہ میری ساری تصویریں تم لو گے۔“ مسکرا کر کہتی وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

وہاج نے سرخ آنکھوں سے اس کے نکھرے نکھرے چہرے کو دیکھا۔ وہ چہرہ جو کئی دنوں سے مرجھایا ہوا تھا، اس ایک خبر کے بعد جیسے کھل اٹھا تھا۔

”وہ شادی کے لیے رضامند ہیں۔“ یہ خبر وہاج نے ہی اسے سنائی تھی اور اس کے بعد اس لڑکی کے چہرے پر جو چمک ابھری تھی، وہ وہاج آغا کے دل کو اندر تک چیر گئی تھی۔

وہ کچھ بھی بولے بغیر بس اس کے چہرے کو دیکھتا رہا۔

"تمہاری آنکھیں سرخ کیوں ہو رہی ہیں؟" مسکراہٹ سمیٹتے قدرے تفتیشی انداز میں اس کے قریب آتے سرخ آنکھوں کو بغور دیکھا۔

"اتنے کام ہیں جو مجھے ہی کرنے ہیں۔ لہٰذا تھک گیا ہوں۔ تم نے تو تیار ہو کر سٹیج پر بیٹھ جانا ہے۔" ہوش میں آتا وہ سر جھٹک کر ایک دم ہلکے پھلکے انداز میں کہنے لگا۔

ماہ جبین جواب میں آسودگی سے مسکرائی۔

"یہ عظیم خدمت حاصل کرنے کا موقع مجھے ایک بار ہی نصیب ہو گا۔" اترا کر کہتی وہ جھک کر بیڈ پر پڑے مہندی کے جوڑے کا جائزہ لینے لگی۔ سنبل کب کی کمرے سے جا چکی تھی۔

وہاج اب سر جھکائے اس کے بالوں سے ڈھکے سر کو دیکھنے لگا۔ چند لمحات گزرے جب آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر اس کے سر پر رکھا۔

ماہ جبین ٹھٹک کر سیدھی ہوئی اور الجھی نظروں سے اسے دیکھنے لگی جس کا ہاتھ ابھی بھی اس کے سر پر موجود تھا۔

"جس سے محبت کی ہو اس کے مل جانے کی خوشی کیسی ہوتی ہے ماہ؟" لہجے میں اتنی حسرت تھی کہ ماہ جبین نیم وا لبوں سے اس کے تھکن زدہ چہرے کو دیکھنے لگی۔

"وہاج۔۔۔" حلق سے آواز برآمد ہوئی لیکن وہ ٹوک گیا۔

"خدا کرے تمہارا نصیب بہاروں کی طرح مہک جائے۔ خدا کرے وہ مرد تمہارے حق میں بہترین ہو۔ خدا کرے تمہاری حسین آنکھوں کی چمک کبھی ماند نہ پڑے۔" بمشکل مسکرا کر کہا اور ہاتھ ہٹا لیا۔ اس کی جانب سے رخ موڑا اور بیڈ سے منسلک میز پر پڑی چیزوں کو بلاوجہ ٹٹولنے لگا۔ سیاہ آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے تھے۔ وہ ماہ جبین کے سامنے رونا نہیں چاہتا تھا۔

”آمین۔“ ماہ جبین نے لب کترتے ہوئے مدھم آواز میں کہا۔ جانچتی نظریں اس کی پشت پر تھیں۔

”پھوپھو نیچے بلا رہی تھیں۔“ لہجے کو نارمل کرتے ہوئے بغیر مڑے کہا۔

ماہ جبین نے آہستہ سے سر ہلایا اور مڑتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

دروازے کے بند ہونے کی آواز پر وہ پیچھے مڑا۔ سرمئی سویٹ شرٹ کی آستین سے نم آنکھوں کو رگڑا۔

راہداری میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر سامنے سے آتے معراج آغا پر پڑی۔ سیاہ ڈریس پینٹ پر سیاہ ہی شرٹ پہنے، جس کے آستین کہنیوں تک موڑ رکھے تھے، وہ باوقار چال چلتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔

سیاہ غلافی آنکھیں سرمئی روشن آنکھوں سے ملیں اور دونوں ہی ٹھٹک کر رک گئے۔

فاصلہ چار سے پانچ قدموں کا تھا۔

ماہ جبین دل کی شور مچاتی دھڑکنوں کو سنبھالتی آگے بڑھی اور سر جھکا کر کسی ہوا کے جھونکے کی طرح اس کے قریب سے گزر گئی۔

معراج نے گردن موڑ کر سنجیدہ نظروں سے اس کے سہمے اور گھبرائے ہوئے انداز کو دیکھا

۔

"یہ ضروری تھا ورنہ وہ لڑکی اپنی بیوقوفی میں حدود کو بھی دھکیل سکتی تھی۔" اس کی سرمئی چمکتی آنکھوں میں خوف بھانپ کر دل نے گویا جواز پیش کیا۔

وہ اس دن کے بعد سے آج اسے دیکھ رہا تھا اور تبدیلی واضح تھی۔ وہ اس کا رستہ روک کر کھڑے ہونے کی بجائے خاموشی سے گزر گئی تھی۔ اس کو دیوانہ وار تکنے کی بجائے نظریں جھکا گئی تھی۔

اس کی پشت کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی وہ سیدھا ہوا اور تیز قدموں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا اور آہستہ سے چلتا ہوا
وسط میں آ کھڑا ہوا۔

کچھ اضطراب کے انداز میں سیاہ ڈریس شرٹ کے اوپری بٹن کھولے۔ غائب دماغی سے
ادھر ادھر دیکھا اور قدم باتھ روم کی جانب بڑھا گیا۔

جدید طرز پر بنے کشادہ سفید ٹائلوں کے فرش پر قدم رکھتا وہ دیوار گیر آئینے کے سامنے جا
کھڑا ہوا۔

چند لمحے آئینے میں نظر آنے والے اپنے عکس کو دیکھتا رہا۔ پھر جھک کر نل کھولا اور پانی کے
تین سے چار چھپاکے تیزی سے چہرے پر مارے۔ تنفر قدرے تیز ہوا۔

چہرے پر ہاتھ پھیر کر خود کو دوبارہ آئینے میں دیکھا۔ تب ہی کسی کا عکس اپنے پیچھے کچھ
فاصلے پر نظر آیا۔

"تم ایک خوبصورت مرد ہو مگر تمہارا دل خوبصورت نہیں ہے۔" وہ زرمین تھی، تمسخرانہ انداز اور تنقیدی نگاہیں۔ہاں، وہ وہی تھی۔جملہ بھی تو اسی کا تھا۔

"وہ کہنے کو میرے بھائی ہیں مگر مجھے ان سے نفرت ہے۔وہ جانے انجانے میں میری ماں کے قاتل ہیں۔" دیکھتے ہی دیکھتے زرمین کا عکس وہاج کے عکس میں بدلتا چلا گیا۔اب وہ نوجوان لڑکا آنکھوں میں حقارت لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"محبت لفظوں کی محتاج تو کبھی نہیں رہی معراج۔" میٹھی، مدھم نسوانی آواز۔ ماہ جبین اپنے ازلی انداز میں کسی دیوانے کی طرح اس کی پشت پر کھڑی مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی۔

"ماہ۔" لب بے آواز ہلے اور وہ تڑپ کر ایک جھٹکے سے پیچھے مڑا مگر عکس اب وہاں موجود نہیں تھا۔تپتے صحرا میں نظر آتا وہ معراج اب تحلیل ہو چکا تھا۔اس نے سانس لینے کی سعی کی۔

گھڑی کی سوئیوں کی رفتار کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں کی سرخی اب بڑھتی چلی جارہی تھی۔بدن اضطرابی کیفیت میں ہلکورے لے رہا تھا۔اسے لگا وہ تکون کے ایسے سرے پر کھڑا ہے جہاں وہ پا کر بھی خالی ہاتھ رہ جائے گا۔

"آپ کی شخصیت میں سیاہ رنگ نمایاں ہے۔"

اس لڑکی نے کہا تھا۔ہاں، سیاہ رنگ تو واقعی نمایاں تھا اس کی شخصیت میں نہیں بلکہ اس کے نصیب میں۔

لڑکھڑاتے قدموں سے باتھ روم سے باہر نکلا۔چہرہ ابھی بھی تر تھا۔قطرے ٹھوڑی سے بہ کر فرش کی زینت بن رہے تھے۔بیڈ کے نزدیک پہنچتے ہی وہ اوندھے منہ بیڈ پر گر گیا۔چند لمحے غائب دماغی سے سامنے نظر آتے چہروں کو دیکھتا رہا پھر ہولے سے سیاہ غلافی آنکھیں موند گیا۔

جو رکے تو کوہِ گراں تھے ہم، جو چلے تو جاں سے گزر گ ئے

رہ یار ہم نے قدم قدم، تجھے یادگار بنادیا

نئے دن کا سورج طلوع ہو چکا تھا اور نیلے وسیع آسمان پر اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔

آغا مینشن میں آج معمول سے ہٹ کر رونق لگی ہوئی تھی۔ سرمئی اور سیاہ ٹائلوں سے بنی عمارت پر ہلکی پھلکی روشنیوں کی سجاوٹ کی گئی تھی جس سے اس کی شان و شوکت کچھ اور بڑھ گئی تھی۔ سرسبز باغیچے میں جدید طرز کے گول میز اور اس سے منسلک کرسیاں جگہ جگہ رکھی گئی تھیں۔ پیپل کا درخت بھی رنگ برنگی بتیوں سے سج چکا تھا۔

اگر مینشن کے لاؤنج میں آئیں تو عین وسط میں سرخ مخملی چادر بچھائے منچلی لڑکیاں ڈھول کی تھاپ پر گنگناتے ہوئے کھلکھلا رہی تھیں۔ ایک طرف پڑے لکڑی کے جھولے پر ماہ جبین پیلے رنگ کی پیروں کو چھوتی فراک میں بیٹھی ہاتھ پھیلائے مہندی لگوانے میں مصروف تھی۔

چہرے کی چمک اور مدھم مسکراہٹ دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ سرمئی آنکھوں میں کاجل کی لکیر غضب ڈھا رہی تھی۔ ناک میں چمکتا موتی چہرے کو مزید پرکشش بنا رہا تھا۔

ایک طرف رابعہ بیگم کسی ملازم کے پاس کھڑی اس کی کلاس لے رہی تھیں۔

"مٹھائیوں کے ڈبے کون لے کر آئے گا؟" تیکھا اور کرخت سا لہجہ۔

دوسری جانب وہاج اجلت میں سیڑھیاں اترتا فون پر بات کرتے الطاف صاحب کے پاس آرکا۔ سفید رنگ کی شلوار قمیص جس پر سیاہ رنگ کی واسکٹ خوب جچ رہی تھی۔ ماتھے پر بکھرے بال آج جیل سے ترتیب دیے گئے تھے۔ تیکھے نقوش اور گندمی رنگت کا حامل وہ نوجوان لڑکا منچلی لڑکیوں کی توجہ کھینچ گیا تھا۔

ان کے پاس آکر رکتے ہی اس نے ایک سرسری سی نظر دائیں جانب ڈالی مگر افسوس، وہ نگاہ سرسری نہ رہ پائی۔

سامنے بیٹھی لڑکی کی کسی بات پر کھلکھلا کر ہنستی وہ وہاج آغا کو مبہوت کر گئی۔ پیلے جوڑے میں کھلا ہوا چہرہ، بھورے بالوں کی کچھ لٹیں چہرے کو چھو رہی تھیں۔ دل میں دبی محبت کی چنگاری ایک مرتبہ پھر سب جلا کر راکھ کر دینے پر اکسا رہی تھی۔

"اب یوں دیکھنے کا حق تم نہیں رکھتے وہاج۔ ادب کا تقاضا ہے کہ نگاہوں کو جھکا لیا جائے۔"

"دل سے آئی آواز پر وہ لب بھینچتا رخ موڑ گیا۔

"سارے انتظامات ہو گئے ہیں بابا۔ مزید کچھ؟" ان کے فون سے فارغ ہوتے ہی وہاج نے پوچھا۔

وہ یہاں سے جانا چاہتا تھا کیونکہ نگاہیں مسلسل گستاخی پر آمادہ ہو رہی تھیں۔

"باغیچے میں مہمانوں کا انتظام ہے۔ وہاں بھی دیکھ لو۔" سنجیدگی سے اسے ہدایت دی۔

وہاج نے سر ہلایا اور وہاں سے جانے لگا جب زینے اترتی سنبل کی آواز پر وہ دونوں چونکے۔

”معراج بھائی اپنے کمرے میں نہیں ہیں۔“ پھولی سانسوں کے درمیان ان کے قریب آتے بمشکل کہا۔

”کہیں باہر گئے ہونگے۔“ وہاج نے بے تاثر چہرے کے ساتھ لاپرواہ سے انداز میں کہا۔

رابعہ بیگم بھی ان کے قریب چلی آئیں۔

”ان کا کوئی بھی سامان کمرے میں موجود نہیں ہے۔“ سنبل نے ڈرتے ہوئے مزید انکشاف کیا۔

اب کی بار تمام نفوس بری طرح چونکے البتہ الطاف صاحب کا چہرہ ہنوز سنجیدہ تھا۔

دور سے انہیں دیکھتی ماہ جبین ہاتھ چھڑواتی اٹھ کر ان کے قریب آئی۔

"کیا ہوا ہے؟" استفسار کرتے ہوئے ساتھ کھڑے وہاج کو دیکھا۔

"معراج واپس کراچی چلا گیا ہے۔ اب واپسی ناممکن ہے۔ کچھ دیر پہلے ہی فون پر بات ہو چکی ہے اس سے۔" جواب دینے والے الطاف صاحب تھے۔

ماہ جبین نے سانس روک کر انہیں دیکھا۔ سرمئی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ کان سائیں سائیں کرنے لگے۔ لب وا رہ گئے۔

"کیوں؟" حلق سے گھٹی گھٹی سی آواز برآمد ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"زبردستی کے رشتے پائیدار نہیں ہوتے۔ وہ تم سے شادی ہی نہیں کرنا چاہتا تھا۔" رابعہ بیگم نے خونخوار نظروں سے اس کے چہرے کو دیکھا البتہ دل کئی خدشوں کے زیر اثر دھڑکنے لگا تھا۔

مہمانوں سے بھرا گھر اور ایک دن بعد اس کا نکاح۔ یہ کیسا وقت آن پہنچا تھا۔

''ایسے مت کہیں پھوپھو۔'' وہاج نے ان کی آنکھوں میں چمکتے آنسو دیکھ انہیں اپنے حصار میں لیا۔

''کل شادی ہے۔اب کیا ہوگا بابا۔'' سنبل بھی بس رو دینے کو تھی۔

''آپ انہیں فون کریں۔'' الطاف صاحب کے قریب آتے مشورہ دیا۔

''وہ اپنی مرضی سے گیا ہے۔میرے بلانے پر کبھی یوں نہیں آئے گا۔'' مدھم آواز میں کہتے وہ وہاج کو دیکھنے لگے جس کی پریشان نظریں ماہ جبین پر ساکت تھیں۔

وہ کسی بت کی مانند بے حس و حرکت کھڑی تھی۔کون کیا کہہ رہا تھا،اس سے بالکل لاتعلق سی نظر آ رہی تھی۔سرمئی چہکتی ہوئی آنکھیں یک دم بجھ گئی تھیں۔

”اتنے سارے مہمانوں کو میں کیا جواب دوں گی الطاف بھائی۔“ مسلسل آنسو بہاتی رابعہ بیگم نے تڑپ کر ان سے پوچھا۔

”نکاح کل ہی ہو گا رابعہ۔“ ایک لمحے کو رکے۔ لہجہ مضبوط تھا۔ ”ماہ جبین اور وہاج کا نکاح۔“ دونوں کو نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے کہا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے لاؤنج سے نکل گئے۔

پیچھے کھڑے وہ دو نفوس ان کے الفاظ کا مطلب سمجھتے جھٹکے سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ دونوں کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

”میرا بچہ۔“ رابعہ بیگم وہاج سے لپٹ کر پھر سے رونے لگیں۔

ماہ جبین نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ہولے سے ایک قدم پیچھے لیا اور جھٹکے سے مڑتی زینوں کی جانب بڑھ گئی۔

www.novelsclubb.com

وہاج اس کے نظروں سے اوجھل ہونے تک بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھتا رہا۔

کیا معجزے واقعی ہو جاتے ہیں؟

سورج اپنی آخری جھلک دکھاتا مغرب میں غروب ہو چکا تھا۔اب کہ سیاہ آسمان پر چاند تھا جو میٹھی میٹھی سی مدھم روشنی سے تاریک رات کو حسین بنا رہا تھا۔

روشنیوں میں نہایا ہوا آغا مینشن اب ویران ہو چکا تھا۔مہمانوں کو کل کے نکاح کی دعوت کے ساتھ جیسے تیسے کر کے رفع کیا جا چکا تھا۔

ماہ جبین اپنے کمرے میں بند تھی۔سب ایک دوسرے سے کترائے سے پھر رہے تھے۔

وہ تھکے قدموں سے لاؤنج میں داخل ہوا۔وہی سفید کرتا شلوار جس پر واسکٹ اب غائب تھی۔کف کہنیوں تک پہنچ چکے تھے۔بال بکھر کر پیشانی پر گر چکے تھے۔

وہ آگے بڑھتا جب الطاف صاحب کی آواز پر چونک کر پیچھے مڑا۔پشت پر ہاتھ باندھے، وہ قدم قدم چلتے اس کے نزدیک آئے اور اس کے حلیے کا بغور جائزہ لیا۔

"آپ جانتے تھے کہ وہ چلے جائیں گے؟" وہاج نے بے ساختہ سوال کیا۔
الطاف صاحب ٹھٹکے نہیں بلکہ پر سکون سے انداز میں سر اثبات میں ہلا گئے۔

"ماہ جبین کا کیا قصور؟" سیاہ آنکھوں میں شکوہ در آیا۔لب بھینچ گئے۔

"یاد رکھنا کہ وہ ہمیشہ بہترین سے نوازتا ہے۔" اس کی آنکھوں میں اپنی سرمئی آنکھیں گاڑھتے ہوئے اسے لاجواب کر دیا۔اب وہ بھلا کیا کہتا۔

"یہ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے۔لہذا شکوہ کبھی نہ کرنا۔" ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔

''میں کیوں کروں گا؟ لیکن کیا یہی وجہ ہے ان کے چلے جانے گی؟'' وہ اب بھی الجھا ہوا تھا۔

''تمہارے فون پر معراج کے نمبر سے ایک میسج آیا ہو گا۔ اسے پڑھو اور ہر وجہ جان لو۔'' سنجیدگی سے کہا۔

آگے بڑھتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور مڑتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

وہاج کچھ گھڑیاں ساکت کھڑا رہا۔ پھر سر جھٹک کر اوپری منزل کی جانب بڑھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی گرنے کے انداز میں بستر پر بیٹھا۔

''انہوں نے ماہ جبین کو تکلیف دی ہے۔ میں انہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔'' سیاہ آنکھوں میں تپش تھی۔

معاف اس نے کیا ہی کب تھا۔ نہ بچپن میں اور نہ ہی آج!

www.novelsclubb.com

ایک نظر گردن موڑ کر پاس پڑے سیل فون کو دیکھا۔ معراج کا میسج آیا تھا مگر وہ کھول کر دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔اسے اندازہ تھا کہ وہ معذرت کرے گا۔ معافی مانگے گا اور پھر کئی سالوں کے لیے رابطہ ختم کردے گا جیسے وہ ہمیشہ کیا کرتا تھا۔

ایک گہرا سانس بھرتے ہوئے اس نے فون اٹھالیا۔پڑھ لینے میں کیا حرج تھا۔

"لوگ مجھ سے میری شادی کے ناکام ہو جانے کی وجہ پوچھتے ہیں مگر میں نے کبھی اسے لوگوں کے لیے ٹاپک اوف داٹاؤن نہیں بننے دیا۔وہ مجھے بے حد عزیز تھی۔ مختصر عرصے میں اس سے وابستگی مجھے پر سکون کر گئی تھی۔میں اسے لاہور تم سب سے ملوانے کے لیے لانا چاہتا تھا مگر ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ وہ مجھ سے طلاق چاہتی ہے۔اس کا بہترین دوست اسے پروپوز کر چکا ہے۔وہ اب میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔میں الفاظ میں نہیں بتا سکتا کہ اس دن اس عورت کے الفاظ نے مجھے تکلیف دی تھی۔میں ماہ جبین کی آنکھوں میں اپنے لیے پسندیدگی عرصہ پہلے دیکھ چکا تھا مگر میں نہیں جانتا تھا وہ نادان لڑکی مجھ سے شادی کی خواہش رکھتی ہے۔"

اس طویل میسج کو پڑھتے ہوئے وہ دل کے کسی نہاں خانے میں ایک اذیت سی محسوس کر رہا تھا۔ معراج کے حوالے سے اس کا دل کبھی موم نہیں ہو سکا تھا مگر آج ان الفاظ کی تاثیر تھی جو پتھر پر بوند بوند ٹپک کر سوراخ کرتی جا رہی تھی۔

"قیامت تو اس روز آئی جب معلام ہوا تم اس سے محبت کرتے ہو۔ تم نے مجھ سے یہ توقع کیسے رکھ لی وہاج کہ میں تمہاری پسندیدگی پر اپنی مجبوری کو ترجیح دوں گا۔ تم مجھے ہمیشہ سے عزیز تھے۔ میرا دل بارہا یہ خواہش کرتا کہ تم کسی روز میرے پاس آؤ اور مجھے گلے سے لگا کر کہو "معراج بھائی"۔ یہ خواہش آج بھی میرے دل میں زندہ ہے۔ مجھے معلوم ہوتا کہ آغا مینشن پہلی مرتبہ آنے کے بعد یہ حادثہ پیش آجائے گا تو خدا کی قسم، میں کبھی یہاں نہ آتا۔ میں نے تمہاری ماں کو قتل نہیں کیا۔ وہ تو میری بھی ماں تھی نا۔" سیاہ آنکھیں نا جانے کب نم ہوئیں۔ سکرین دھندلانے لگی۔ اس نے بے دردی سے اپنی آنکھوں کو آستین سے رگڑا۔

"کل کو ماہ جبین مجھ سے کہتی کہ آپ وہاج سے ملنے پر مجھ پر پابندی عائد نہیں کر سکتے اور اس کا نتیجہ بھی علیحدگی کی صورت نکلتا تو ایک ساتھ تین تین زندگیاں اجڑ جاتیں۔ماہ جبین سے میرے حوالے سے معافی ضرور مانگنا۔وہ اچھی لڑکی ہے، مجھ سے تا عمر نفرت کرے گی مگر اس رہائی پر شکر گزار بھی ضرور ہو گی۔"اب کہ آنسوؤں کے روکنے کی کوشش نہیں کی گئی۔

"اس لڑکی کو کبھی اس بات کی سزامت دینا کہ اس نے معراج سے محبت کی تھی۔ماہ جبین سلطان ہمیشہ کے لیے تمہارے حوالے۔" یہ وہ آخری جملہ تھا جو اس نے پڑھا۔سکرین تاریک ہوئی اور وہ فون ایک طرف رکھتا سر جھکا گیا۔سیاہ آنکھوں سے اشک لڑیوں کی صورت بہنے لگے۔

"وہ کون تھا؟ وہ کیا تھا؟ اس نے ایک ایسے شخص کے لیے قربانی دی جو اس سے نفرت کا دعویدار تھا۔"وہ اب اضطرابی انداز میں بالوں کو بار بار جکڑ کر چھوڑ رہا تھا۔

”معراج بھائی۔“سرگوشی کے انداز میں بولتا وہ اب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

اس وقت، اس لمحے اس نے شدت سے چاہ کی تھی کہ معراج آغا اس کی نظروں کے سامنے ہوتا اور وہ بھاگ کر اس کے گلے لگ جاتا۔اس کے کاندھے پر سر رکھ کر آنسو بہاتا۔اس کی خوشبو جس سے کبھی وہ نفرت کرتا تھا، اسے محسوس کر پاتا۔

وہ جو محبت کو لا حاصل سمجھ بیٹھا تھا، اس شخص نے بڑے دل سے وہ محبت اس کے نام لکھ دی تھی۔

وہ خود کو وہاج کا بڑا بھائی کہتا تھا، مانتا تھا اور آج اس نے ایک بڑا بھائی بن کر مثال قائم کر دی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ ایک معراج کی طرح ان کی زندگیوں میں آیا اور قریب پہنچتے ہی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

نکاح کا دن بھی آن پہنچا۔ سرخ رنگ کے خوبصورت اور قیمتی جوڑے میں وہ چہرے کو بڑے سے جالی دار ڈوپٹے میں چھپائے سر کو جھکا کر بیٹھی تھی۔

دائیں ہاتھ میں قلم تھا جبکہ سامنے میز پر کاغذات پڑے تھے۔ایک جانب رابعہ بیگم کھڑیں اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھیں جبکہ پاس پڑی کرسی پر مولوی صاحب چند کلمات دہرا رہے تھے۔الطاف صاحب فاصلے پر کھڑے پشت پر ہاتھ باندھے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

کلمات دہرانے کے بعد مولوی صاحب نے اسے دستخط کرنے کی ہدایت کی۔

ماہ جبین کے نازک ہاتھوں میں لرزش بڑی واضح تھی۔ سرمئی آنکھوں کے گوشے بار بار نم ہو رہے تھے۔

”ان کتابوں کی دنیا میں کھو کر تم دینے والے کو بھول جاؤ گی۔“

ایک آنسو پلکوں کی بار توڑ کر رخسار پر بہ نکلا۔

"آپ ہنستے ہوئے بہت اچھے لگتے ہیں۔" نگاہوں کے سامنے منظر بار بار دھندلا ہو رہا تھا۔

"تمہیں تمہارے مرے ہوئے باپ کا واسطہ، ساری عمر کا روگ نہ پالنا ماہ جبین سلطان۔ وہاج کو پاک دل کے ساتھ قبول کر لو۔" اس نے بے اختیار آنکھیں موند کر کھولیں۔ رابعہ بیگم نے اس کے کندھے پر زور کچھ بڑھایا۔ اس نے نگاہیں اٹھا کر سفید جالی کے اس پار نظر آتے وہاج آغا کے عکس کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"خدا کرے تمہارا نصیب بہاروں کی طرح مہک جائے۔" ہاں وہ اس کا نصیب تھا۔ اب وہی اس کا نصیب تھا!

ایک گہری سانس بھری اور ہاتھ بڑھا کر کاغذ پر دستخط کر دیے۔

سب کھڑے ہوتے ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے۔ وہاج نے جالی دار کپڑا اہٹایا اور چھوٹے قدموں سے آگے بڑھتا اس کا گھونگھٹ اٹھا گیا۔ اب وہ دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھامے اس کی پیشانی چوم رہا تھا۔

الطاف صاحب قریب کھڑے آسودگی سے مسکرا دیے۔ معراج کی یاد اس لمحے بہت شدت سے آئی۔

سرخ جوڑے میں ملبوس وہ کمرے میں موجود بیڈ پر بیٹھی تھی۔ بھاری لہنگا پھیلا ہوا تھا۔ مناسب میک اپ، ہونٹوں پر سرخ لپسٹک اور سب سے پر کشش ناک میں پہنی نتھ جس میں گہرے سرخ رنگ کا موتی لٹک رہا تھا۔

ہلکی سے سجاوٹ کے ساتھ سرخ گلابوں سے سجا وہ کمرہ خاموش تھا۔

چند لمحے گزرے جب کلک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا اور کوئی نفس اندر داخل ہوا۔

ہولے سے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا اور اسے دیکھا جو سر جھکائے ساکت بیٹھی تھی۔

وہ قدم قدم چلتا اس کے پاس آیا۔ماہ جبین نے سرمئی کاجل سے لبریز آنکھیں اس کے سیاہ چمچماتے جوتوں پر مرکوز کیں۔وہ بے حس و حرکت اس کے پاس کھڑا رہا۔پھر اس کے سامنے ایک گھٹنہ موڑے بیڈ پر بیٹھا۔

”ماہ؟“ مدھم آواز اور مخصوص لہجے میں اسے پکارا۔

ماہ جبین کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔سرمئی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا جو اسے نظروں کے حصار میں لیے بیٹھا تھا۔

وہ بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھتی رہی یہاں تک کہ آنکھیں آنسوؤں سے بھرنے لگیں۔ بے اختیار پلکیں جھپکیں۔آنسو بہتے ہوئے رخساروں تک پہنچے۔روکنے کی کوشش اس نے نہیں کی اور آنسوؤں کو بہہ جانے دیا۔

وہاج اداس سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے روتے ہوئے دیکھنے لگا۔

”اب بس۔“ کتنی ہی دیر روتے رہنے کے بعد بھی جب وہ نہ رکی تو اسے ٹوکنا پڑا۔

فاصلہ کم کرتے آہستہ سے اس کے دونوں ہاتھ تھامے۔دونوں کے ہاتھوں میں موجود چاندی کی وہ باریک انگوٹھیاں ایک ساتھ چمکیں۔

”معراج بھائی۔۔“ وہاج نے کچھ کہنا چاہا جب وہ بے اختیار اسے روک گئی۔

”ان کا نام مت لو۔میں نے پورے خلوص کے ساتھ تمہیں قبول کیا ہے۔اپنے دل سے ہر اندیشے کو نکال دو۔“ اس کی آنکھوں میں دیکھتے مضبوط لہجے میں کہا اور ہاتھوں پر دباؤ بڑھا دیا۔

”وہ میرے بھائی ہیں۔“ اس نے جیسے باور کرانا چاہا۔

”اور میں تمہاری بیوی ہوں۔“ ناک رگڑ کر اسے گھورا۔

وہاج نا چاہتے ہوئے بھی اس کے جملے پر مسکرایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ان سے نفرت مت کرنا۔" ہاتھوں پر دباؤ بڑھا کر اسے قریب کیا۔

ماہ جبین نے اس کی بات کے جواب میں ایک خاموش نظر اس پر ڈالی اور گہرا سانس بھرتے سر اس کے کندھے سے ٹکا دیا۔ وہاج نے اسے نرمی سے اپنے حصار میں لیا۔

"آئی لو یو ماہ۔" وہ مدھم آواز میں بولا۔ "موردین اپنی تھنگ۔"

"ہنہ، شادی کے بعد محبت کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔" آنکھیں موندے وہ لاپرواہی سے بولی۔

وہاج چند لمحے خاموش رہا۔ پھر گہرا مسکرا دیا۔

محبوب کی بے خبری اور لاپرواہی تو ازل سے مشہور تھی۔ وہ بھی ایک ایسے ہی محبوب کو دل دے چکا تھا۔

"تم اپنے بھائی کی طرح چھوڑ کر تو نہیں جاؤ گے؟" مدھم آواز میں سرگوشی کی۔

”بالکل بھی نہیں۔اور تم ؟“کان کے قریب جھکا اور سوال بھی کر ڈالا۔

”میں معراج آغا کی طرح ہرگز نہیں ہوں۔“سر جھٹک کر کہتی وہ دوبارہ آنکھیں موند گئی۔

وہاج نے اس کے سرخ ڈوپٹے سے ڈھکے سر پر بوسہ دیا۔

”ہم میں سے کوئی بھی معراج آغا کی طرح نہیں ہے اور شاید کبھی ہو بھی نہیں سکتا۔“

ہولے سے بڑبڑاتا وہ بھی آنکھیں موند گیا۔

تب ہی آغا مینشن سے ہزاروں میل کے فاصلے پر آئیں جہاں کراچی کی ایک اونچی عمارت کی دسویں منزل پر گلاس وال کے پار وہ مرد ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔نگاہیں گلاس وال کے پاس نظر آتے منظر پر تھیں جہاں کراچی شہر روشن اور پر رونق نظر آ رہا تھا۔

چہرہ اور سیاہ غلافی آنکھیں بے تاثر تھیں۔

”آپ کو سیاہ رنگ بہت پسند ہے ؟“

”مجھے سرمئی رنگ پسند ہے۔“

''لیکن۔اوہ،ماموں جان کی آنکھوں کا رنگ بھی سرمئی ہے اس لیے۔'' کبھی اس لڑکی نے اس سے کہا تھا۔

اس نے بے اختیار آنکھیں موند کر کھولیں۔ نکاح ہو چکا تھا۔اس تک خبر پہنچ چکی تھی۔ اب دل کی تکلیف کچھ اور بڑھ گئی تھی۔

وہ اس لڑکی کو بتا نہ پایا کہ اس کی آنکھوں کا سرمئی رنگ اسے بے حد پسند تھا۔

وہ اسے بتا نہ پایا کہ جب وہ اسے معراج کہہ کر پکارتی تھی تو اس کی دنیا لمحے میں بدل جاتی تھی۔

وہ،وہ اسے بتا نہ پایا کہ اسے ماہ جبین سلطان سے بے حد محبت تھی۔

وہ اسے دیوانہ وار تکتی ہوئی، گفتگو کے مواقع تلاشتی ہوئی،۔ چھپ چھپ کر اسے دیکھتی ہوئی بہت اپنی لگتی تھی۔

اپنی محبت سے دستبرداری کی اذیت جان لیوا ہوتی ہے۔

www.novelsclubb.com

مگر یہ راستہ اس نے خود چنا تھا۔

ماہ جبین اور وہاج کی محبت میں سے اس نے اپنے بھائی کی محبت کا انتخاب کیا تھا اور وہ تا عمر اس فیصلے پر خود کو مطمئن کرتا ہوا گزار دینے والا تھا۔

وہ تینوں انسان تکون کے ایسے حصے تھے کہ ہر ایک کے دل میں ایک داغ باقی رہ گیا تھا!

مرے چارہ گر کو نوید ہو، صفِ دشمناں کو خبر کرو
وہ جو قرض رکھتے تھے جان پر، وہ حساب آج چکا دیا

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: